18

میلادِ شمسی

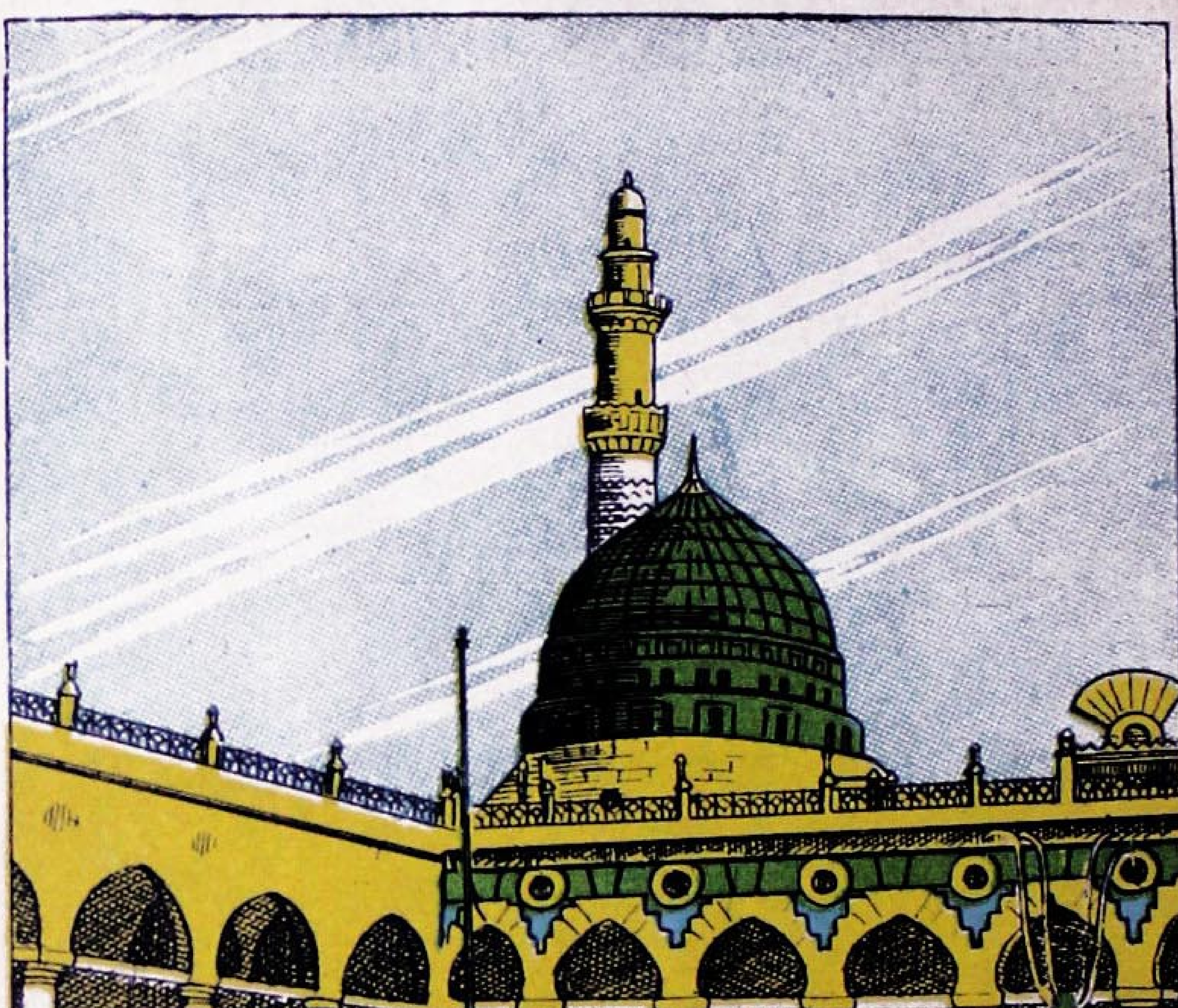

مؤلفہ محترمہ شمسی عباد الرحمن صاحبہ

1/8

راجہ رام کمار پریس لکھنؤ میں چھپا

مکتبہ جدید، لاہور

مُصطفیٰ مَاجَاءَ اِلّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

میلادِ شمسی

آنحضرتؐ کی حیاتِ طیّبہ اور اُسوۂ حسنہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

(مؤلفہ)

محترمہ شمسی عبادُ الرحمن صاحبہ

باہتمام

بی بی۔ کپور۔ سپرنٹنڈنٹ

در راجہ رام کمار پریس وارث نول کشور پریس لکھنؤ

میں چھپا

سنہ ۱۹۵۰ء قیمت ایک روپیہ عہ بار دوم

[illegible]

Marfat.com

۲۹۷۶۹۹۲۱
۲۸۲
4159
DATA ENTERED

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	کتاب کے بارے میں مشاہیر کی آراء	۵	۱۳	جد امجد کی سرپرستی	۴۲
۲	عرض حال از مؤلفہ	۹	۱۴	محترم چچا کی کفالت	۴۲
۳	تعارف از نورانی صاحب	۱۶	۱۵	بحیرا راہب کا واقعہ	۴۲
۴	حمد "نظم"	۲۰	۱۶	حرب فجار	۴۴
۵	محفل میلاد شریف کی فضیلتیں اور برکتیں	۲۱			
۶	عرب کا مختصر حال	۲۵		**دور دوم**	
۷	تہذیب و تمدن	۲۶	۱۷	تجارت کا مشغلہ	۴۶
۸	رسم و رواج	۳۰	۱۸	شرک سے پرہیز	۴۷
۹	ولادت باسعادت	۳۱	۱۹	عبادت	۴۸
۱۰	حسب و نسب	۳۶	۲۰	حلیہ شریف	۵۰
	دور اول		۲۱	حضرت خدیجہ رضؓ	۵۱
۱۱	آنحضرت کے ابتدائی حالات	۳۹		**دور سوم**	
۱۲	مدینہ کا سفر	۴۱	۲۲	نبوت	۵۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۳	تعلیمات آلٰہی کے عملی نمونے	۵۸	۳۸	عورتوں سے حُسن سلوک	۹۰
۲۴	اخلاق محمدی	۶۰	۳۹	مزاج میں سادگی	۹۲
۲۵	خُلقِ عظیم و خصائل پاکیزہ	۶۷			
۲۶	حُسنِ خُلق	۷۰		**دور چہارم**	
۲۷	عدل و انصاف	۷۶	۴۰	معراج	۹۸
۲۸	سخاوت	۷۸	۴۱	معراج محمدی	۱۰۱
۲۹	رسول خدا کا ایثار	۸۰	۴۲	فرضیت نماز و روزہ	۱۰۶
۳۰	عفو و درگذر	۸۱	۴۳	حق شفاعت	۱۰۶
۳۱	بےزبانوں پر رحم و کرم	۸۲	۴۴	بارہ احکامات	۱۰۸
۳۲	غلاموں پر شفقت	۸۳	۴۵	سلام اور تہنیتی نظمیں	۱۱۰
۳۳	تعزیت و عیادت	۸۴	۴۶	دُعا (عربی)	۱۱۱
۳۴	حُسن سلوک	۸۵	۴۷	آنحضرتؐ کے پاکیزہ اقوال	۱۱۲
۳۵	پڑوسیوں سے برتاؤ	۸۵	۴۸	آنحضرت صلعم کے زندگی	۱۲۲
۳۶	بچوں پر شفقت	۸۷		کے مشہور واقعات کی	
۳۷	اولاد سے محبت	۸۸		تاریخیں۔	

کتاب کے متعلق مشاہیر کی آراء

جناب مولانا طفیل احمد صاحب منگلوری علیگ

مصنّف مسلمانوں کا روشن مستقبل

میں نے رسالہ "میلاد شریف" نوشتہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عماد الرحمٰن صاحب دیکھا اس کی زبان نہایت شستہ، خیالات نہایت پاکیزہ ہیں اور انداز بیان دلکش ہے۔ اُمید ہے کہ وہ مستورات کے حلقہ میں بہت مقبول ہو گا۔

سید طفیل احمد منگلوری (علیگ)

نوٹ:۔ مولانا طفیل احمد صاحب اور مولانا اکرام اللہ صاحب کے خیالات کتاب کے پہلے مختصر ایڈیشن کے متعلق ہیں جو مکتبہ جامعہ سے شائع ہوا تھا۔

Marfat.com

رائے گرامی مولانا اکرام اللہ خانصاحب ندوی

رسالہ میلاد شریف مرتبہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عباد الرحمٰن صاحب میں نے پڑھا اس کا طریقۂ تحریر سادہ و شائستہ، اور انداز بیان خطیبانہ اور دلنشین ہے اور ہر فقرے سے بارگاہ رسالت میں حسن عقیدت کا اظہار ہوتا ہے اس قسم کے رسالے ہمارے گھروں کی مجالس میلاد شریف میں پڑھنے کے لئے بہت مُفید ہیں اس لئے اُمید ہے کہ یہ رسالہ خواتین کے حلقے میں خصوصیت کے ساتھ حُسنِ قبول حاصل کرے گا۔

محمد اکرام اللہ خاں ندوی

"معارف" فروری ۱۹۵۰ء

"مولود شمسی"۔ میلاد نبوی کی محفلوں میں جو کتابیں عام طور سے پڑھی جاتی ہیں اُنکی بیشتر روایات غیر معتبر اور اسلامی عقیدہ کے خلاف ہوتی ہیں۔ جن سے محفل میلاد کا اصلی مقصد یعنی اُسوۂ رسول پر عمل کی ترغیب کا فائیدہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن مولود شمسی سیرت نبوی کی معتبر کتابوں سے ماخوذ ہے اس لئے اس عیب سے پاک ہے اور مصنفہ نے واقعات کے انتخاب اور اُن کی ترتیب و تحریر میں بڑے سلیقہ سے کام لیا ہے اور سوانح نبوی۔ آپ کے خُلق اور اسلام کی اَخلاقی تعلیمات کو بڑے مؤثر اور دلنشین انداز میں تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف میلاد کی محفلوں میں پڑھنے کے لئے مناسب بلکہ مذہبی معلومات کی حیثیت سے عورتوں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ انداز بیان نہایت شگفتہ اور دلکش ہے۔ اگر اس قسم کی کتابیں میلاد کی مجلسوں میں پڑھی جائیں تو اُن سے بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

رسالہ معارف اعظم گڈھ ماہ فروری
سنہ ۵۰ء

Marfat.com

عرضِ حال

اُردو زبان میں اس وقت میلاد النبی پر کئی مستند کتابیں موجود ہیں لیکن مقبولِ عام اور مروّجہ وہ پرانی کتب ہیں جو ایک زمانہ ہوا میلاد کی مجالس میں پڑھنے کی غرض سے تصنیف کی گئی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ اُن کے مصنّفین کرام نے اُس وقت جب اُردو میں ایسی کوئی مختصر کتاب موجود نہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک کی محافل میں پڑھنے کے لائق ہوتی، اس باب میں قلم اُٹھا کر ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا اور ایک دینی خدمت کو انجام دیا۔ یہ انھیں بزرگوں کی توجہ و محنت کا نتیجہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں اُن کے آقا و مولیٰ سید المرسلین، سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے ذکرِ خیر کے ساتھ شیفتگی و عقیدت پیدا ہوتی گئی۔ اور میلاد النبی کے غلغلہ سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ گونج اُٹھا۔ لیکن اس مسرت آمیز شوق عقیدت کے ساتھ ساتھ یہ افسوسناک پہلو بھی سامنے ہے کہ مروجہ کتابوں کے مصنّفین نے سامعین کی دلچسپی و عقیدت کا زیادہ اور صحیح حالات و واقعات کا لحاظ اپنی تصانیف میں کم رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے عوام کی ترغیب و دلچسپی کی غرض

سے ہر قسم کی غیر مستند، ضعیف و موضوع روایات کو اپنا ماخذ بنایا جو نہ مذہب اسلام کی تعلیم ہے اور نہ پیغمبر اسلام کے شایان شان۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے لے کر وفات تک کے کل حالات و واقعات اور آپ کے فضائل و معجزات کی تصدیق خود کلام الٰہی اور احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے اور اسلام کی تعلیم میں آپ کی ذات کامل کو غلو و آمیزش سے پاک رکھنے کی ہدایت شروع سے لے کر آخر تک کی گئی ہے قدم قدم پر اگلے بانیان مذاہب اور اُن کے پیروؤں کی مثالیں پیش کر کے آخری رسول برحق کی شان میں افراط و تفریط سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ باوجود اس تنبیہہ کے مبالغہ آمیزی نے جگہ پائی۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان غلط و ضعیف و بے سند روایتوں کا بڑا حصہ انھیں میلاد کی کتابوں کے ذریعہ عوام میں پھیلا۔ جو مجالس میلاد کی غرض سے وقتاً فوقتاً تمام اسلامی دنیا میں لکھی گئیں۔ اُردو زبان کے مصنفین کو جب اس کار خیر کا خیال آیا تو اُنھوں نے بھی روایتوں کی تدوین میں ضروری احتیاطوں کو مدنظر نہیں رکھا اور ظہور نبوی کے واقعات کے متعلق جہاں سے جو روایت ہاتھ آگئی شامل تصنیف کر لی۔ رفتہ رفتہ ان روایات کا شمار صحیح احادیث میں ہونے لگا اسی کے ساتھ یہ ضرورت بھی پیش آئی کہ ان بیانات میں عوام کے مذاق کے مطابق روحانی جاذبیت کا بھی ایک نمایشی حصہ موجود ہونا چاہیئے،

اس کے لیے شاعرانہ تعلّی سے کام لینا پڑا۔ ممکن ہے کہ بعض مصنفین کرام کی یہ نیت نہ ہو بلکہ عشق رسول میں وہ جو کچھ آنحضرت صلعم کے فضائل و مناقب میں لکھتے گئے اس پر تنقیدی نظر نہ رکھ سکے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دینی جوش نے انھیں اُن روحانی قصّوں اور افسانوں کا اپنے زور قلم سے مقابلہ کرنے پر مجبور کر دیا جن کا ذکر دوسرے مذاہب کے پیرو اپنے پیشواؤں کی شان میں کر کے جھومتے ہیں۔ حالانکہ صحیح حدیث شریف میں متعدد مقاموں پر آیا ہے کہ اسی جذبہ عشق نے شروع اسلام کے محدثین و علماء کو اس قدر محتاط بنا دیا تھا کہ وہ ایک لفظ بھی بغیر تحقیق و یقین کے آنحضرتؐ کی طرف منسوب کرنا گناہ سمجھتے تھے۔ یہ انھیں بزرگوں کی تحقیق و کاوش کا نتیجہ ہے کہ آج تاریخ اسلام میں جہاں بہت سی خلاف شریعت دبے سر و پا روایتیں مذکور ہیں وہاں اس کی تصریح بھی موجود ہے کہ یہ روایتیں سراسر غلط و موضوع ہیں اور متعدد مقاموں پر ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں منقول ہیں کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب کسی شخص نے کوئی غلط بات آپ کی نسبت کہی تو صحابہ کبار یا ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اس کی تردید میں کہا " خدا اُس کو معاف کرے رسول اللہ نے ایسا کبھی نہیں کیا یا کبھی نہیں کہا۔

زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ ثقات محدثین و علماء کو اس غلطی کا احساس تو ضرور ہوا لیکن ان بزرگوں نے اس کی اصلاح کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں فرمائی ان کی یہی خاموشی ہزاروں مسلمانوں کی گمراہی

Marfat.com

اور غیر مسلموں کے اعتراضات کا باعث بن گئی۔ طبقۂ جہلا اور مستورات کے عقائد کو جو نقصان پہونچا اُس کی تلافی اگر اب ہو گئی تو یہ ایک معجزہ سے کم نہ ہو گی۔ علماء نے اگر کبھی کچھ کہا تو یہ کہا کہ میلاد النبی کی محفلوں کو قطعی ترک کر دینا چاہیئے بعض نے فتاوے دیدیے کہ محفل میلاد کا منعقد کرنا ہی بدعت ہے کیونکہ اس میں اکثر باتیں خلاف شریعت ہوتی ہیں۔ ان فتاووں سے اصلی غرض تو پوری نہ ہوئی بلکہ یہ آپس کے فتنہ و فساد اور فرقہ بندی کی بنیاد بن گئے۔ رفتہ رفتہ اس فتنہ نے جو ہیبت ناک صورت اختیار کی اس کا ثبوت آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ خدا ہم پر رحم فرمائے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہمارے علماء دین اپنے قیمتی وقت کا تھوڑا سا حصّہ اس طرح اس کارِ خیر پر صرف کرتے کہ کثرت سے مختصر و مستند میلادیں ایسی تصنیف کرتے جن کے ذریعہ سے آنحضرت صلعم کی ولادت مبارک سے لے کر وفات شریف تک کے صحیح تاریخی واقعات صرف قرآن و حدیث کی روشنی میں سامنے آتے جن سے اپنے دین کی صحیح معلومات بھی حاصل ہوتیں اور اشاعت مذہب بھی۔ مگر افسوس یہ نہ ہوا بلکہ باوجود مخالفت میلاد خوانی کا شوق بڑھتا ہی گیا۔

حضرت سرورِ عالم، رحمۃ للعالمین، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے ذکرِ خیر سے محبت و عقیدت اور آپ کی محفل میلاد منعقد کرنے کا شوق اور ولولہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کو زیادہ ہے

Marfat.com

مسلمان بہنیں محفل میلاد بڑے اہتمام اور پاکیزگی کے ساتھ منعقد کرتی ہیں لیکن افسوس کہ ایسی مبارک محفلوں میں جو مہمل روایتیں بیان کی جاتی ہیں اُن کے مضرت انگیز اثرات بے پڑھی بیویوں پر تو پڑتے ہی ہیں تجربہ سے معلوم ہوا کہ انکا اثر جدید تعلیم یافتہ خواتین کے متزلزل عقائد کو زیادہ نقصان پہونچا رہا ہے۔ چنانچہ مجھے کئی ایسی "روشن خیال" مسلمان بہنوں کا حال معلوم ہے کہ جب کبھی وہ محفل میلاد میں شریک ہوئیں تو ہمہ وقت اُن کے انداز سے یہی معلوم ہوتا رہا کہ وہ (نعوذ باللہ) کوئی فرضی کہانی سُننے پر مجبور کی گئی ہیں۔

اُردو میں سیرت پر اس وقت سب سے زیادہ مستند و دلکش کتابیں "سیرۃ النبی" اور "رحمۃ للعلمین" ہیں اول الذکر علامہ شبلی کی انتھک محنتوں کا ثمرہ ہے اور آخرالذکر قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کی کاوشوں کا ماحصل ہے۔ ان بزرگوں کے فیض کرم کا شکریہ نہ ہماری زبان ادا کر سکتی ہے اور نہ ہم کبھی ان کے احسان سے سبکدوش ہو سکتے ہیں یہ انھیں کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ اور پیغمبر اسلام کی سوانح اقدس کے پورے حالات اپنی صحیح و اصلی صورت میں اُردو دان مسلمانوں کے سامنے آئے ہیں۔ گو سیرۃ النبی اور رحمۃ للعلمین کی عبارتیں دقیق تنقیدی مباحث، واقعات کی تفتیش، اور مسائل کی تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہیں لیکن زبان و ادب کی تمام خوبیاں لیے ہوئے ہیں اور محفل میلاد میں پڑھنے کے لیے ان سے بہتر اور کوئی

Marfat.com

ذخیرہ اُردو میں موجود نہیں لیکن اپنے غیر معمولی حجم کی وجہ سے محفل میلاد کی نشست میں ان سے مضامین و روایات کا انتخاب کر کے پڑھنا مشکل ہے اس لیے خیال پیدا ہوا کہ ہمارے پیشوا تاجدار مدینہ سید المرسلین آنحضرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کا ایک مختصر لیکن مستند تذکرہ سیرۃ النبی اور رحمۃ للعالمین ہی سے ماخوذ سہل و عام فہم انداز میں ہونا چاہیئے جو کم از کم خواتین کی محافل میلاد کے لیے مخصوص و مناسب ہو۔ یہ خیال میرے دل میں ایک عرصہ سے تھا لیکن اپنی کوتاہیوں کے باعث اُسے عمل میں لانے کی ہمت نہ ہوتی تھی تاہم بعض بزرگوں کی ہمت افزائی سے چند سال ہوئے میں نے ایک مختصر رسالہ "میلاد شمسی" کے عنوان سے تالیف کیا اس کے متعلق مرحوم مولانا سید طفیل احمد صاحب منگلوری اور مولانا محمد اکرام اللہ خاں صاحب ندوی نے اپنی رائیں تحریر فرمائی تھیں جو شامل رسالہ ہذا ہیں ادھر کچھ دنوں سے پھر جذبۂ شوق نے مجبور کیا اور دل چاہا کہ اس پرانے رسالہ میں کچھ ترمیم و اضافہ کر دوں۔ لیکن ہمت نہ ہوتی تھی۔ آخر اپنی اس خواہش کا ذکر اپنے استاد محترم جناب مولوی سید امیر حسن صاحب نورانی ندوی سے کیا۔ آپ نے میری حوصلہ افزائی کی اور اپنے قیمتی مشوروں اور اصلاحوں سے مجھے جرأت دلائی۔ چنانچہ اس بار میں آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کے حالات اور آپ کی حیات پاک کے واقعات کچھ اور اضافہ کے ساتھ لکھ کر اپنی مسلمان بہنوں کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔ فرض ناشناسی ہو گی اگر میں اپنے اُستاد محترم کی خدمت

Marfat.com

میں ہدیۂ شکر گذاری پیش نہ کروں جنھوں نے اصلاح دے کر اس رسالہ کو نہ صرف اشاعت کے لائق بنا دیا بلکہ اپنے قلم سے اسکے لئے پیش لفظ بھی تحریر فرمایا۔

آخر میں عرض پرداز ہوں کہ اگر کتاب میں کوئی غلطی یا خامی نظر آئے تو پڑھنے والی بہنیں اور بھائی مجھے آگاہ کریں تاکہ ان پر نظر ثانی کر سکوں۔ ساتھ ہی میری کوتاہیوں کے لیے مجھے معاف فرمائیں۔ اس رسالہ کی تالیف سے میرا مقصد کتب میلاد پر تنقید و تبصرہ نہیں ہے بلکہ اپنے آقا سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے عقیدت و محبت ہے اسی کے ساتھ یہ آرزو ہے کہ آپ کے میلاد مبارک کے موقع پر جو ہمارے لیے سعادت دارین ہے جو کچھ پڑھا یا کہا جائے وہ تمام تر صحیح حالات و واقعات پر مشتمل ہو تاکہ مسلمان بہنیں اور بھائی صحیح طور پر اس ذکر خیر سے مستفید ہوں۔ اس مقصد سے ان چند سطور کو سیرت پاک کے عظیم الشان ذخیرہ سے لے کر اس طرح ترتیب دے دیا ہے کہ خواتین کی مجالس میلاد میں سلسلہ وار پڑھا جا سکے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ میرا یہ مقصد پورا ہو اور مسلمان بہنیں میری اس کوشش سے مستفید ہوں۔

ناچیز شمسی عباد الرحمٰن

Marfat.com

تعارف

مولوی سید امیر حسن صاحب نورانی

محمد کہ ازل تا ابد ہر چہ ہست
بآرایش نام او نقش بست

خوش نصیب ہیں وہ ہستیاں جن کے دل سرکار دو عالم کی محبت وعقیدت سے لبریز ہیں مبارک ہیں وہ دماغ جو سرورِ کائنات کے حالات میں غور و فکر کی قوتیں صرف کریں۔ متبرک ہیں وہ ہاتھ جو دربار رسالت میں ہدیۂ خلوص وعقیدت پیش کریں اور دنیا کے سب سے بڑے اور مقدس انسان کی " روشن زندگی " کو پھیلانے اور دوسروں تک پہونچانے کی جد و جہد میں حصہ لیں۔

کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا میں ختم المرسلین سے زیادہ کسی انسان کے حالات زندگی پر کچھ لکھا گیا۔ کون قوم اس کی دعویدار ہو سکتی ہے کہ اس نے اپنے ہادئ مذہب سے اتنی گہری محبت وعقیدت کا عملی ثبوت دیا ہے جو مسلمانوں کو تاجدار دو عالم سے ہے کس نے اپنے رہنما کے حالات زندگی کو ابتدا سے انتہا تک مکمل صحت و صفائی سے محفوظ رکھا۔ دنیا میں ایسی کون ہستی ہے جس کا نام ہر روز پانچ بار چہار دانگ عالم میں بلند ہوتا ہے۔ مسلمان ہر دور میں شمع رسالت پر پروانہ وار نثار ہوئے۔ آپ کی محبت اور

Marfat.com

پیروی کی خاطر دنیا اور اس کی ساری رنگینیوں کو ٹھکرا دیا مشکل ہی سے کوئی جاہل اور نادان مسلمان ایسا ملے گا کہ جس کا چہرہ نام مبارک سنتے ہی فرطِ محبت سے دمک نہ اُٹھے۔ ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جو دینی و مذہبی زندگی سے دور پڑے ہیں لیکن محبوب خدا کی محبّت کو کسی قیمت پر بھی اپنے سینوں سے جدا نہیں کرتے۔

یہ آنحضرتؐ کی محبّت و عقیدت ہی کے جذبات ہیں کہ ہزاروں مسلمان آپ کا ذکر خیر سننے کے لیے "محافل میلاد" منعقد کرتے ہیں اور والہانہ عقیدت کے ساتھ یکجا ہو کر آپ کے حالات سنتے ہیں۔ اور آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ ان پاکیزہ محافل میں یا تو مقررین آپ کی حیات طیبہ کو بیان کرتے ہیں یا عام طور سے وہ مخصوص کتابیں پڑھی جاتی ہیں جو اسی غرض سے لکھی گئی ہیں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ ایسی مروجہ کتابیں عموماً غیر مستند روایات سے بھری ہوتی ہیں۔ اور ان میں اخلاق و عادات نبوی کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ حالانکہ اصل حصّہ سیرت النبی کا وہی ہے ضرورت ہے کہ میلاد کی محفلوں میں ایسی کتابیں پڑھی جائیں جن کے ذریعہ لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور تعلیمات سے واقف ہوں۔

آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت پر ایک نہیں لاکھوں کتابیں دنیا کی تمام زبانوں میں موجود ہیں۔ اُردو زبان میں آنحضرتؐ کی سیرت پر بے شمار ذخیرہ فراہم ہو چکا ہے۔ اور اب بھی مصنفین و مؤلفین کے حوصلے بلند ہیں۔

Marfat.com

ہر ایک کی خواہش ہے کہ آپ کی سیرت پر کچھ لکھے تاکہ اس سعادت سے بہرہ مند ہو سکے۔

پیش نظر گلدستہ بھی ایک عقیدت مند کی گہری محبت و عقیدت کے سدابہار پھولوں سے مرکب ہے جس میں شمیم اخلاص کی عطر بیزیوں نے اور دلکشی پیدا کر دی۔

قابل مبارکباد ہیں محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عباد الرحمٰن خاں صاحب جنھوں نے میلاد شمسی مرتب کر کے بڑی سعادتیں حاصل کیں آنحضرت کی مقدس سیرت کو دوسروں تک پہونچانے کی کوشش کرنا اور آپ کی عملی زندگی اور ہدایات کو پھیلانا ایک بڑی خوش نصیبی ہے جو توفیق الٰہی کی اعانت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میلاد شمسی کی بڑی خوبی یہ ہے کہ سیرت کے اُن پہلوؤں کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے جن کی زیادہ ضرورت تھی یعنی آپ کے اخلاق و عادات کو ذرا تفصیل سے پیش کیا ہے۔ اور حقیقت میں آپ کی زندگی کا سب سے زیادہ روشن حصّہ اخلاقی تعلیمات کا ہے۔ اور دنیا کی ہدایت کے لئے اسی کی ضرورت ہے۔

میلاد کی محفلیں عام مسلمانوں کے مذہبی معتقدات کا ایک جزو بن گئی ہیں بعض رسمی چیزوں اور غیر شرعی طریقوں کے باعث بعض اکابر علماء نے ان محافل کے انعقاد ہی کی مخالفت کی ہے تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ موجودہ دور میں مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی اصلاح کی گنجائش جتنی اس راستہ سے

Marfat.com

ممکن ہے کسی اور سے نہیں۔ بشرطیکہ ان محافل میں فضول گو میلاد خوانوں اور غیر مستند میلاد ناموں سے پرہیز کیا جائے۔ اور ایسی مستند و معتبر کتابیں رائج کی جائیں جن سے "اسوۂ حسنہ" کے صحیح خط و خال نمایاں ہو سکیں تاکہ اخلاقی اصلاح کا مقصد حاصل ہو۔

میلادِ شمسی نے بڑی حد تک اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ حالات و واقعات کی صحت کے ساتھ ساتھ طرزِ بیان دلکش اور زبان سلیس و شستہ استعمال کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عام بنائے اور مؤلفہ محترمہ کو دونوں جہان کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

سید محمد امیر حسن نورانی معلم ادبیات عربی و فارسی
اسلامیہ کالج لکھنؤ

یکم جون سنہ ۱۹۴۹ء

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن ۝

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ
اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

حمد

تری ذات پاک ہے اے خدا تری شان جلّ جلالہٗ
ترا نام مالکِ دوسرا تری شان جلّ جلالہٗ

جسے چاہے مردہ بنائے تو جسے چاہے زندہ اٹھائے تو
ترے ہاتھ میں ہے فنا بقا تری شان جلّ جلالہٗ

کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بینوا و فقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنا دیا تری شان جلّ جلالہٗ

کوئی لیتا رب ترا نام ہے کوئی کہتا ہے تو رحیم ہے
غرض ایک سب کا ہے مدعا تری شان جلّ جلالہٗ

ہے ہر ایک چمن میں تو رنگ و بو ہے زبان طوطی کی تو ہی تو
پڑھے کیوں نہ بلبل خوشنوا تری شان جلّ جلالہٗ

Marfat.com

محفل میلاد کی برکتیں اور فضیلتیں

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ   مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تاجدار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات سُننا اور اُن پر عمل کرنا ہی ہر مسلمان کا مقصد حیات ہے۔ دین و دُنیا کی ساری نعمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لئے ہمیں سرور کائنات کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔ ہم سے پہلے بزرگوں نے اسی ضرورت کا احساس کیا اور ایسے طریقے اختیار کیے جن کے ذریعہ سے عام مسلمان آنحضرتؐ کے حالات سے باخبر ہوں۔ ان ہی طریقوں میں سے ایک محافل میلاد کا منعقد کرنا بھی ہے تاکہ ایک اچھے اجتماع میں سیرت نبوی پر ایسی تقریریں کی جائیں یا ایسی کتابیں پڑھی جائیں جن سے عام مسلمان سرور کائنات کے پاکیزہ اخلاق و عادات سے واقف ہوں اور کوشش کریں کہ وہ بھی اسے اپنے لئے نمونۂ عمل بنائیں۔

اگرچہ محافل میلاد کا مروّجہ طریقہ کوئی دینی فرض نہیں ہے کہ جب تک اس طرح کی محفلیں نہ منعقد ہوں آپ کے پاکیزہ حالات کا بیان کرنا درست نہ ہو۔ نہ شریعت میں اس قسم کی محفلوں کا کوئی ذکر ہے لیکن یہ امر مسلم ہے کہ ہمارے اسلاف نے اس طریقے کو اس لیے رائج کیا تھا کہ عام لوگ ہنگامی محفلوں اور اجتماعی مجلسوں میں شرکت کے لئے زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ اس لیے آنحضرتؐ کے حالات کو عام لوگوں تک پہونچانے کے لئے ایسی محفلیں "میلاد" کے

Marfat.com

نام سے جاری کی گئیں۔

افسوس کہ لوگوں نے بعد میں ان محفلوں کو مذہبی رسوم میں داخل کر لیا اور ان کو طرح طرح کے وہمی عقائد کا اکھاڑا بنایا۔ اور نہ کرنے والی غیر شرعی چیزیں اس میں جاری کیں جن کی وجہ سے علمائے کرام کا بڑا طبقہ ان محفلوں کے قطعی خلاف ہو گیا۔ حتیٰ کہ بعض بزرگانِ دین نے مالغت کردی کہ ایسی محفلیں منعقد ہی نہ کی جائیں کیونکہ لوگ ان متبرک محفلوں میں گانے بجانے کے غیر شرعی طریقے اختیار کرنے لگے اور بجائے تعلیمات نبوی سے فائدہ اٹھانے کے اِن محفلوں کو تفریح طبع اور دیگر وہمی عقائد کا مرکز بنا لیا۔

اِس میں شک نہیں کہ اگر "محفل میلاد" اس لیے منعقد کی جائے کہ عام لوگ رحمتِ عالم کے حالات زندگی اور تعلیمات سے واقف ہوں اور مسلمانوں کو دینی برکتیں حاصل ہوں تو یقیناً یہ محفل بہت سودمند اور باعث برکت ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کے مبارک حالات کو بیٹھ کر آداب مجلس کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے غور و فکر سے سننا اور آپ پر درود و سلام بھیجنا ہزاروں برکتوں اور نعمتوں کا حامل ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خلوص کے ساتھ حیاتِ طیبہ کی تبلیغ کے لیے میلاد کی محفلیں کرتے ہیں۔

خدا کے برگزیدہ بندوں کا ذکرِ خیر کرنا دین و دنیا کی سعادتوں سے مالا مال ہونا ہے۔ بڑے بڑے علماء اور بزرگانِ دین نے بھی محافل میلاد کی برکتوں کا ذکر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی نے فیوض الحرمین میں مکہ معظمہ کی ایک محفل میلاد کا ذکر بڑے والہانہ انداز سے فرمایا ہے۔ آپ نے لکھا ہے

4159

Marfat.com

کہ مجھے اس مقدس محفل میں ایک عجیب نورانی سماں نظر آیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ ملائکہ کا نزول ہو رہا ہے۔ اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں "میلاد" کی برکتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

خدا کے محبوب بندے کا ذکر حقیقت میں ہزاروں رحمتوں اور برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ لیکن بھائیو اور بہنو! "میلاد" کی محفل اسی وقت نفع بخش ہے جب خلوص دل کے ساتھ یہ نیت رہے کہ لوگوں کو آپ کے پاکیزہ حالات سے باخبر کیا جائے۔ بعض غیر شرعی رسمیں یا شور و غل یا باتیں کرتے رہنا میلاد کے سارے فائدوں پر پانی پھیر دیتی ہیں۔ اس لیے ان سے احتیاط ہر حال میں ضروری ہے۔

محفل میلاد میں خاص طور سے گانے بجانے کا انتظام کرنا یا میلاد خوانوں سے مخصوص انداز میں بناوٹ کے ساتھ بیان کرانا یہ بُرے فعل ہیں۔ ان سے بجائے خیر و برکت کے گناہ و شر کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح پیدائش کے ذکر میں کھڑے ہو جانا بُرا نہیں ہے۔ لیکن اس کو ضروری سمجھنا واقعی بُرا ہے۔ عقیدت و محبت کے جذبات سے لبریز ہو کر کھڑے ہونا اور سلام پڑھنا ویسا ہی ہے جیسے بیٹھ کر پڑھنا۔ اس لیے اس کو رسم میں داخل کرنا اور لازمی خیال کرنا مناسب نہیں۔

میلاد کی محفل میں زیادہ سے زیادہ درود و سلام کا ورد کرنا چاہیئے۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب سامعین باتوں سے پرہیز کریں اور پورے غور کے ساتھ ذکر پاک کو سنیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا

Marfat.com

ہر مسلمان کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ اور باعثِ ثواب ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآنِ پاک میں خود ارشاد فرمایا ہے کہ :-

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ یعنی بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان لانے والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

نعت شریف

احمدِ مرسل، فخرِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
مظہرِ اوّل، مُرسلِ خاتم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

طینت جسکی سب سے مُطہّر بعثت جسکی سب سے مؤخر
خلقت جسکی سب پہ مقدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

جسکی ہراول فوجِ سلیماں جسکے منادی موسیٰ عمران
جسکے مبشر عیسیٰ مریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

بچھڑے ہوئے گلے کو ملایا نسل و وطن کا فرق مٹایا
رہ نہ گیا کچھ تفرقہ باہم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

وہم کی ہر زنجیر کو توڑا رشتہ ایک خدا سے جوڑا
شرک کی محفل کر دی برہم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

خلقِ خدا کا راعیِ آخر، دینِ ہدیٰ کا داعیِ آخر
جس کی دعوت اَسْلِمْ تَسْلَمْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آئینۂ الطافِ الٰہی، رحمت جسکی لامتناہی
جسکی ہدایت اِہْتَدَیْتُمْ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے
اُس پر چھڑکی پیار کی شبنم صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

فقر و غنا دونوں کا سُلطان روح و جسد دونوں کا درمان
دین کا اور دُنیا کا سنگم صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

عمر بسر کی نانِ جویں پر، سکّہ چلایا چرخ و زمیں پر
فقر میں استغنا کا یہ عالم صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آپ اگر مقصود نہ ہوتے کون و مکاں موجود نہ ہوتے
اور مسجود نہ ہوتے آدم صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نوری تن کمّل میں چھپائے، بادل میں بجلی لہرائے
نُور کا مینہہ برسائے رِم جھِم صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم

عَرَبْ کا مختصر حَالْ

جس ملک میں پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُس کا نام عرب ہے قدیمی تاریخی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "عرب" کے معنی عربی زبان میں فصیح اور میٹھی زبان کے ہیں چونکہ عرب کے لوگوں کو اپنی زبان اور فصاحت و بلاغت پر غرور تھا وہ تمام دنیا کی زبانوں کو اپنے مقابلہ میں جنس حقیر سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے اپنے کو "عرب" اور دنیا

کی زبانوں کو اپنے مقابلہ میں جلس حقیر سمجھتے تھے اس لیے اُنھوں نے اپنے کو "عرب" اور دنیا کی اور تمام قوموں کو "عجم" کا خطاب دیا۔ عجم کے معنی گونگے اور اَن پڑھ کے ہیں۔

تہذیب و تمدن ظہور اسلام سے پہلے عرب کے مختلف حصوں کی حالت تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بالکل پست تھی۔ مگر تاریخ اسلام ہی سے نہیں بلکہ غیر مسلم مؤرخین کی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے بعض حصوں نے بہت ترقی کر لی تھی مثلاً یمن تمدن میں یہاں تک آگے بڑھا ہوا تھا کہ یہاں کے بادشاہوں نے ایک زمانہ میں تمام ایران کو فتح کر لیا تھا کئی سو سال قبل مسیح کے آثار قدیمہ کی یوربین محققین نے تحقیقات کر کے دریافت کیا ہے کہ یمن کا قدیم تمدن انتہا درجہ تک پہونچا ہوا تھا علمائے یورپ نے یمن کے پرانے کتبوں کو پڑھ کر ثابت کیا ہے کہ اس ملک میں کبھی اعلیٰ درجہ کا تمدن موجود تھا اسکے علاوہ پرانے زمانہ کے عربی اشعار میں بھی وہاں کے ترقی یافتہ تمدن کا ذکر پایا جاتا ہے۔ علامہ ہمدانی نے اپنی کتاب "اکلیل" میں یمن کے مشہور محلات اور ایسے حیرت انگیز قلعوں کا تذکرہ کیا ہے جو صناعی کا بہترین نمونہ تھے۔ علم و فن مثلاً نجوم، شہسواری، جنگ آزمائی وغیرہ وغیرہ میں اس قوم کا مقابلہ دنیا کی اور قومیں نہ کر سکتی تھیں۔ زبان آوری اور شاعری میں عرب والوں کو جو کمال حاصل تھا اس کی بنا پر تو اُنھوں نے اپنے ملک کو عرب کا نام ہی دیدیا تھا۔ یہ سب کچھ تھا لیکن صحیح اخلاق اور مکمل انسانیت کے لیے جن اسباب کی ضرورت تھی سرزمین

عرب اُن سے خالی تھی۔ نہ کوئی قانون معاشرت تھا نہ کہیں تعلیم اخلاق کا نشان تھا ظالم مظلوم پر ظلم کرتا تھا۔ بہادر کمزور کو دباتا تھا۔ نفرت انگیز توہمات و بیہودہ اعتقادات کا دَور دَورَہ تھا۔ بربریت، درندگی اور کفر و شرک کا دریا ہر طرف موجزن نظر آتا تھا۔ جس کے تھپیڑوں سے حیات انسانی میں تلاطم بپا تھا۔ مولانا حالی نے اس وقت کی حالت یوں بیان کی ہے۔

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جُدا تھا نہ کشورستاں تھا نہ کشور کُشا تھا

تمدن کا اِن پر پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ ہر اک لُوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

جُوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی شراب اُنکی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی

بہت اس طرح اُنکو گذری تھیں صدیاں
کہ چھائی ہوئی بتکدوں پر ہیں بدیاں

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہُدا کا

Marfat.com

وہ تیرتھ تھا اک بُت پرستوں کا گویا
جہاں نامِ حق کا نہ تھا کوئی جویا (حالیؔ)

گو اس ہمہ گیر تاریکی میں چند صاحب بصیرت ایسے پیدا ہوئے جن کے دل میں اپنی قوم کے اندھے عقائد بیہودہ رسم و رواج کی بُرائی کا خیال آیا۔ لیکن یہ چند بزرگ بھی آنحضرتؐ کی بعثت سے کچھ پہلے ہی تھے اور غالباً انھیں عنقریب چمکنے والے آفتاب ہی کی ایک کرن نظر آئی تھی۔ "ورقہ بن نوفل" انھیں میں سے تھے جنھوں نے آنحضرت صلعم پر وحی اُترنے کا واقعہ حضرت خدیجہؓ سے سُن کر تصدیق کی تھی کہ آج سے آنحضرتؐ نبی ہوئے۔

اُن بزرگوں میں سے ایک صاحب 'زید بن عمرو بن نُفیل' بھی تھے جو حق کی تلاش میں شام گئے وہاں یہودی، عیسائی، اور پارسیوں سے ملے لیکن کسی سے تسلی نہ ہوئی۔ واپس آکر کعبہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے اور جب اُس زمانے کے اعتقاد کے موافق لوگ کعبہ میں بتوں پر چڑھاوے چڑھانے آتے تو اُن سے کہتے تھے کہ "اے قریش کے لوگو! تم میں سے کوئی سوائے میرے ابراہیمؑ کے دین پر نہیں ہے" لیکن ایک کمزور انسان کی آواز اُس غول بیابانی میں کون سنتا! اور سنتا بھی کیونکر۔ یہ رتبہ عظیم تو ایک دوسری ہی آواز کو ملنا تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا کے انسانوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے اُس عظیم الشان رہنما کا انتظار تھا جس کی آواز نے گونج کر اُن بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھایا اور اپنی تعلیم سے ایسی وحشی و غیر مہذب قوم کی اصلاح کی جس پر قرنوں سے جہالت چھائی ہوئی تھی۔ یہ لوگ خدا کی وحدانیت کو سمجھنے سے

Marfat.com

بالکل قاصر تھے بعضوں کا خیال تھا جو کچھ ہے زمانہ ہے یا قانونِ قدرت۔ خدا کوئی چیز نہیں انھیں کی نسبت قرآن مجید میں آیا ہے" اور یہ لوگ کہتے ہیں جو کچھ ہے یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کہ ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہم کو مارتا ہے تو زمانہ ارتا ہے"۔ کچھ پیغمبر کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ" یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا پیتا ہے اور بازار میں چلتا پھرتا ہے"۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر کوئی انسان خدا کی باتیں بتائے تو وہ خدا ہی کا روپ ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کا ذکر بھی قرآن شریف میں آیا ہے لیکن عام لوگوں کا مذہب بت پرستی تھا۔ یہ اُن معبودوں کو خدا کی طاقت سمجھ کر اُنھیں کی پوجا کرتے تھے۔ ہر شہر، و ہر قبیلہ کا بت علٰحدہ تھا۔ ایک قبیلہ اپنے بُت کو دوسرے کے بُت سے زیادہ طاقتور اور بڑا مشکل کشا سمجھتا تھا بلکہ والے ہُبل کو سب سے بڑا بُت مانتے تھے۔ یہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔ اور قریش لڑائیوں میں اسی کی جے پکارتے تھے۔ لاتؔ شہر طائف میں رکھا ہوا تھا۔ جو وہاں کے لوگوں کا سب سے بڑا حاجت روا تھا۔ اور مَناتؔ مدینۂ منوّرہ میں نصب تھا۔ مدینے والوں کا عقیدہ تھا کہ منات ہی اُن کو کھانا دیتا ہے۔ اور جب قحط پڑتا ہے تو یہی پانی برساتا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ کبھی کبھی اُن لوگون کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا تھا کہ اصلی خدا اور چیز ہے اور یہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اس بن دیکھے خدا کو وہ " اللہ" کہتے تھے۔ قرآن مجید میں سورۂ عنکبوت میں اُنھیں لوگوں کی نسبت لکھا ہے کہ" اور بیشک اگر اُن لوگوں سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کیے اور چاند اور سورج کو کس نے تابعدار بنا رکھا ہے تو

Marfat.com

بول اُٹھیں گے کہ "اللہ نے" پھر کدھر بہکے جا رہے ہیں۔ اور پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خدا ہی کو دل سے پکارتے ہیں پھر جب اُن کا خدا اُن کو خشکی کی طرف پہونچا دیتا ہے تو شرک کرنے لگتے ہیں"۔

رسم و رواج جاہلانہ عقائد اور شرک کے اثر سے اُن لوگوں میں وحشیانہ مراسم رواج پا گئے تھے۔ اُن کے خیال ہی سے دل کانپ جاتا ہے اس وحشی قوم کے لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالنا، بیٹیوں اور بیبیوں کا دان کرنا، بہن و بیٹی کے ساتھ شادی کر لینا عورتوں کا پیٹ چاک کرنا اور انھیں جلا دینا۔ بتوں پر آدمیوں کی بھینٹ چڑھانا عام طور پر اچھے کام سمجھتے تھے۔ قمار بازی، شراب خواری اُن کی تہذیب میں داخل تھے شراب عبادت خانوں میں تبرک کے طور پر بٹی جاتی تھی۔ بے حیائی کی کوئی حد نہ تھی اور بے شرمی کو کوئی بُرا فعل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جہالت و بربریت میں صرف عربوں ہی کی یہ حالت نہ تھی بلکہ دنیا کی تمام قومیں ان امراض کا شکار تھیں۔

پیغمبر اسلام سے پہلے دوسرے مصلحین کی تعلیم و تلقین نے نوع انسانی پر مجموعی حیثیت سے کتنا اثر کیا۔ اور کفر و شرک کے بڑھتے ہوئے دریا کے روکنے میں اُن برگزیدہ ہستیوں کی کوششیں کہاں تک کامیاب ہوئیں۔ اس کا جواب تاریخ کے صفحات پر نمایاں ہے لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ عالمگیر کامیابی کا سہرا سرورِ عالم کے سر مبارک سے باندھا جائے اور تعلیم ربانی کی تکمیل خدا کے آخری رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس

پر ہو۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

ولادت باسعادت

یوں تو فرش زمین پر ہدایت وحکمت والے کتنے ہی درخشاں ستارے آسمان سے اُترے اور اپنی روشنی سے گمراہ دُنیا کی تاریکی میں اُجالا کر کے روپوش ہو گئے لیکن آج کا روز وہ روز سعید ہے جس کی آمد کے انتظار میں دہر کہن ہزاروں سال کروٹیں بدلا کیا۔ آج کی صبح وہ صبح جاں نواز ہے جس کی پو پھٹتے ہی اُجالے کی وہ کرن نظر آئی جس کے شوق میں تمام تارہائے فلک چشم براہ تھے۔ کیونکہ اُسی نور کے پرتَو سے حقیقت کی تکمیل ہونے والی تھی۔ یہ وہ ساعت نیک ہے جس کی خبر روز اول میں دی گئی تھی۔ اور تمام قدسیان عالم نے اسی مژدہ کی طرف اشارہ کیا تھا کہ آج ہی کے روز نور ابراہیمی اپنی پوری شان کے ساتھ چمکے گا۔ اور اسی صبح صادق کو آفتاب رسالت طلوع ہو کر اپنے پرتو قدس سے زمانہ بھر کی روشنیوں کو ماند کر دے گا

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت　　بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت　　چلے آتے تھے جسکی دینے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل و نویدِ مسیحا

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ کفر و شرک کی تاریکیاں

Marfat.com

جبر و تشدد کی آندھیاں، معصیت و گمراہی کی فراوانی، جہالت و بت پرستی کی ارزانی، مجوسیت و نصرانیت کی چیرہ دستیاں، ظالم و جابر فرمانرواؤں کے ظلم و زبردستیاں نیست و نابود ہونے لگیں۔ توحید کا غلغلہ بلند ہوا۔ نعرۂ تکبیر گونج اٹھا۔ علم و اخلاق کا سب سے بڑا معلم جلوہ نما ہوا۔ ہدایت کے چشمے جاری ہو گئے ابر رحمت جوش میں آیا۔ کرم کی گھٹائیں جھوم جھوم کر اٹھیں اور زور شور سے برسیں۔ اور ریگستان عرب کی خشک زمین سیراب ہوئی۔ نہ صرف عرب بلکہ سارے عالم کو ابر رحمت نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ دنیا کا گوشہ گوشہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔ خزاں دیدہ گلستانوں کو نئی بہار کا پیام ملا۔ یہ سب کچھ اسی دوشنبہ کے مبارک دن اور ربیع الاول کی بارھویں بابرکت تاریخ میں ہوا۔

صدا ہاتف نے دی اے ساکنان خطۂ ہستی
ہوئی جاتی ہے پھر آباد یہ اجڑی ہوئی بستی

مبارک باد ہے اُن کیلئے جو ظلم سہتے ہیں
کہیں جنکو اماں ملتی نہیں برباد رہتے ہیں

مبارک باد بیواؤں کی حسرت زا نگاہوں کو
اثر بخشا گیا نالوں کو فریادوں کو آہوں کو

ضعیفوں، بیکسوں، آفت نصیبوں کو مبارک ہو
یتیموں کو غلاموں کو غریبوں کو مبارک ہو

مبارک ٹھوکریں کھا کھا کے پیہم گرنے والوں کو
مبارک دشت غربت میں بھٹکتے پھرنے والوں کو

خبر جا کر سنا دو شش جہت کے زیردستوں کو
زبردستی کی جرأت اب نہ ہوگی خود پرستوں کو

معین وقت آیا، زور باطل گھٹ گیا آخر
اندھیرا مٹ گیا ظلمت کا بادل چھٹ گیا آخر

مبارک ہو کہ دور راحت و آرام آپہنچا
نجات دائمی کی شکل میں اسلام آپہنچا

مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جناب رحمۃ اللعالمیں تشریف لے آئے

بصد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی
امیں بنکر امانت آمنہ کی گود میں آئی

آج کی "صبح سعادت" شب اوّل کے خواب کی تعبیر لائی ہے۔ یعنی یتیم عبداللہ جگر گوشۂ آمنہؓ۔ شاہ حرم، شہنشاہِ کونین، ہادیِ دو جہاں، عالم باطن سے عالمِ ظاہر میں تشریف لاتے ہیں حضرت آمنہ (حضور کی والدہ) حجرہ میں بیٹھی ہیں۔ ایک ننھا سا یتیم بچہ چھاتی سے لگا ہے۔ سینہ ماتا سے بھرا ہے اور وہ ایک ایسی رات کے تصور میں ہیں جو آج سے چند مہینہ پہلے ہزاروں خوشیاں اور لاکھوں مسرتیں لے کر آئی تھی۔ اُن کے شوہر مکہ کے حسین اور نیک سیرت عبداللہ اُن کے سامنے تھے وہ خود بھی ایک خوبصورت تحفہ تھیں جو بنی زہرہ نے اُسی رات قریش کو دیا تھا۔ آج وہ بیوہ ہیں۔ دنیا کی کوئی مسرت انھیں وہ خوشی نہیں دے سکتی جو وہ کھو چکی ہیں لیکن ایک "دُرِ یتیم" اُن کے شوہر کی یادگار اُن کی گود میں ہے۔

آج مکہ کی وادیاں آفتاب نبوت کی نورانی شعاعوں سے جگمگا رہی ہیں شہر مکہ کے اندر خانۂ خدا کے پڑوس میں ایک شاندار مکان میں کسی بڑی تقریب کا اہتمام نظر آتا ہے۔ گھر کے بڑے احاطہ میں آگ جل رہی ہے جس کے اونچے اونچے شعلے ہوا میں بل کھا رہے ہیں۔ نغموں اور قہقہوں سے سارا مکان گونج رہا ہے۔ عزیز مہمانوں کے قافلے دور دور سے اس تقریب میں شریک ہونے آئے ہیں کیونکہ ان تیز مزاج عربوں کے یہاں ایسی محبت کی تقریبیں کبھی کبھار ہی ہوتی ہیں شہر کے مہمان پرتکلف لباس پہنے ایک ایک دو دو کر کے آ رہے ہیں۔ اور آگ کے گرد جمع ہوتے جا رہے ہیں۔ کھانے کے بڑے بڑے طشت مہمانوں کے سامنے چنے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

مہمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ان میں قریش کے معزز سردار بھی ہیں اور بڑے بڑے تاجر بھی۔قبیلہ کے شیخ بھی ہیں اور خانہ بدوش بدّو بھی باکمال شاعر اور فصیح و بلیغ واعظ بھی موجود ہیں۔مہمانوں کا یہ اجتماع مکہ کے لیے ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ میزبان قریش کے سردار کعبہ کے متولی ہمارے رسول کے دادا "عبدالمطلب" ہیں۔آج عبدالمطلب خوشی سے پھولے نہیں سماتے ہنستے بولتے اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔مہمانوں کی خاطر تواضع میں مشغول ہیں۔گفتگو کی فصاحت،صورت و شکل کی موزونیت دیکھ کر یہ پہچان لینا مشکل نہیں کہ وہ اس گروہ میں سب سے زیادہ ممتاز شخصیت رکھتے ہیں۔اتنے میں ایک حبشی غلام ننھے سے بچے کو لیے مہمانوں کے سامنے آتا ہے۔مہمان بڑے شوق کے ساتھ بچے کو دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں "کیا نام رکھا؟" عبدالمطلب بچے کے ننھے چہرہ کو پیار سے چھو کر فخر سے جواب دیتے ہیں میں نے اسکا نام "محمدؐ" رکھا ہے۔

عبدالمطلب کا سلسلۂ نسب ہاشم عبدمناف سے لے کر حضرت اسماعیلؑ بن حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تک پہونچتا ہے۔اور اس خاندان کا نام اپنی خصوصیات کے لحاظ سے مشہور رہے اس لیے بچے کا نام سنکر مہمانوں کو تعجب ہوتا ہے۔ایک مہمان کہتا ہے کہ "محمدؐ" کے بجائے آپ نے اپنے خاندان کا کوئی اچھا سا نام کیوں نہیں تجویز فرمایا۔عبدالمطلب کے اٹھارہ اولادیں تھیں لیکن اُن کو سب سے زیادہ محبت "عبداللہ" سے تھی اسی محبت کے باعث آج وہ اس قدر خوش ہیں۔محمدؐ صلعم کے ننھے سے چہرے میں انھیں اپنے محبوب بیٹے

عبداللہ کی شبیہ نظر آتی ہے اور انھیں یقین ہے کہ اُن کا یہ پوتا ایک روز کعبہ کا متولی، قریش کا سردار اور اُن کا جانشین ہو گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگذر کرنے والا بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

Marfat.com

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا — حقیقت کا گُر ان کو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا — بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

نہ واقف تھے انساں سزا اور جزا سے — نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی ایک اک نے لو ماسوا سے — پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلّہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق — زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرمان طاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

حالیؔ

نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی۔ عدنان قیدار کی اولاد میں تھے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اُنھیں کے خاندان میں ہیں حدیث شریف میں لکھا ہے کہ خاندان عدنان سے حضرت اسماعیلؑ تک چالیس

پشتوں کا فاصلہ ہے علامہ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اُن سے عرب کے بعض نسب دانوں نے بیان کیا کہ انھوں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو چالیس پشتوں کے نام جانتے تھے ارمیا پیغمبر کے منشی نے عدنان کا جو نسب نامہ لکھا تھا اُس شجرہ میں بھی عدنان سے لے کر حضرت اسمٰعیلؑ تک چالیس نام ہیں آنحضرتؐ کا خاندان اگرچہ شروع ہی سے ممتاز و معزز چلا آتا تھا لیکن جس شخص سے اس خاندان کو قریش کا لقب حاصل ہوا وہ نضر بن کنانہ تھے ان کی اولاد میں قصی بن کلاب نے بہت عزت و اقتدار حاصل کیا کیونکہ انھیں کعبہ کے متولی کا منصب مل گیا تھا۔ اور اس حیثیت سے انھوں نے بڑے بڑے کام انجام دیئے۔ اس وقت تک حج کے دنوں میں زائرین کے ٹھہرنے، کھانے پینے کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا قصی نے تمام قریش کو جمع کرکے اُن سے کہا کہ سیکڑوں ہزاروں کوس سے لوگ حرم کی زیارت کو آتے ہیں ان کی میزبانی کرنا قریش کا فرض ہے۔ چنانچہ کعبہ والوں کی امداد سے وہ ہر سال حرم کے زائرین کو کھانا کھلاتے تھے۔ حوضوں میں پانی بھر کر پانی پلاتے تھے قصی کے چھ بیٹوں میں سے دوسرے کا نام عبد مناف تھا۔ قصی کے مرنے کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف کو مل گئی۔ اور انھیں کے خاندان میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ عبد مناف کے ایک بیٹے ہاشم تھے اور ان کے بیٹے عبد المطلب ہمارے رسولؐ کے دادا تھے اہل قریش میں زمانۂ قدیم کی یہ رسم ابھی تک جاری تھی کہ کسی آرزو کے پورا ہونے کے لیے اولاد نرینہ کو بھینٹ چڑھانے کی منت مانا کرتے تھے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت عبد المطلب نے بھی منت مانی کہ دس بیٹوں کو اپنے سامنے جوان دیکھ لیں گے تو ایک کو خدا کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ قدرت خدا سے ان کی یہ آرزو پوری ہوئی تو دسوں بیٹوں کو لیکر حرم میں گئے اور پجاری سے کہا کہ دسوں پر قرعہ ڈالو جس کے نام پر نکلے گا میں اُسی کی قربانی کروں گا اتفاق دیکھئے کہ قرعہ عبد اللہ کے نام پر آیا۔ عبد المطلب عبد اللہ کو لیکر قربانگاہ کی طرف چلتے ہیں۔ عبد اللہ کی بہنیں جو ساتھ تھیں اس جانکاہ نظارہ کی تاب نہ لاکر رونے لگتی ہیں اور بھائی کی جان بخشی کے لیے رو رو کر کہتی ہیں "عبد اللہ کے بدلے دس اونٹ قربان کر دیجئے اور ان کو چھوڑ دیجئے" عبد المطلب پجاری سے کہتے ہیں کہ عبد اللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالو۔ غالباً اُنھیں یہ خیال آیا ہوگا کہ اگر عبد اللہ ہی کو قربان ہونا ہے تو قرعہ پھر اُنھیں کے نام پر نکلے گا۔ ورنہ نہیں۔ اتفاق یہ کہ قرعہ پھر عبد اللہ کے نام پر آتا ہے۔

عبد المطلب نے محبت پدری سے مغلوب ہو کر اب بیس اونٹوں کی بازی لگائی اور بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں تک نوبت پہونچ گئی تو قرعہ اونٹوں پر نکلا اب عبد المطلب سو اونٹوں کی قربانی کر دیتے ہیں اور اس طرح عبد اللہ کی جان بچ جاتی ہے۔ کچھ دن بعد عبد المطلب کو عبد اللہ کی شادی کی فکر ہوتی ہے۔ قبیلہ زہرہ میں وہب زہری نام کے ایک بزرگ تھے۔ اُن کی بیٹی تھیں جن کا نام "آمنہؓ" تھا۔ قریش کے خاندانوں میں یہ سب سے زیادہ ممتاز تھیں۔ اس وقت اپنے چچا وہب کے یہاں رہتی تھیں۔ عبد المطلب نے حضرت آمنہؓ کے چچا وہب کو عبد اللہ کی شادی کا پیغام آمنہ سے دیا۔ اور حضرت عبد اللہ کا عقد آمنہ کے

Marfat.com

ساتھ پڑھا گیا۔ عبداللہ کی عمر اس وقت سترہ برس کی تھی۔ نکاح کے بعد حضرت عبداللہ تین دن حضرت آمنہ کے گھر رہتے ہیں اور اس کے بعد تجارت کے لیے ملک شام کا سفر کرتے ہیں سفر سے واپس آتے ہوئے مدینہ میں بیمار ہو کر وہیں انتقال کرتے ہیں۔ چونکہ یہ خاندان میں سب سے زیادہ عزیز تھے لہٰذا ان کی موت سے تمام خاندان کو سخت صدمہ ہوا۔ یہ تو اندازہ سے باہر ہے کہ اس صدمہ سے حضرت آمنہؓ کا کیا حال ہوا ہوگا۔ جنہوں نے اپنے شوہر کی صورت صرف تین دن دیکھی اور اس کے بعد وہ جمیل چہرہ جس کی پیشانی میں نور محمدیؐ کی جھلک نمایاں تھی ہمیشہ کے لئے اُنکی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

دَورِ اَوّل

آنحضرتؐ کے ابتدائی حالات

آنحضرتؐ نے تین روز اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ اس کے بعد ثویبہ نے دودھ پلایا۔ ثویبہ آنحضرتؐ کے چچا ابولہب کی کنیز تھیں۔ اُس زمانہ میں عرب میں دستور تھا کہ شہر کے رئیس و شریف گھرانوں کے بچے دودھ پلانے کے لیے دائیوں کو دے دیے جاتے تھے۔ یہ دائیاں بدوی عورتیں ہوتی تھیں جو دور دور کے قصبوں اور دیہاتوں سے بچے لینے کی غرض سے شہروں کو آیا کرتی تھیں۔ رؤسائے عرب اپنے دودھ پیتے بچوں کو اُن کے حوالے کر دیا کرتے تھے اور یہ اُن کو لے کر اپنے گھروں کو چلی جاتی تھیں اور وہیں اُن کی پرورش کرتی تھیں عربی شرفا کے بچے بدوی قبائل میں پرورش پا کر بلند ہمت و بہادر اور خوش

بیان خطیب بن جاتے تھے اس طرح ان کی قوم و نسل کی تمام خصوصیتیں باقی رہتی تھیں۔ اس رواج کو عرب کے شریفوں نے مدت تک قائم رکھا۔ اسلام کے بعد بھی عرصہ تک جاری رہا لیکن جب شریعت اسلام نے نسلی امتیاز کو مٹا دیا تو یہ رسم بھی رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے چند روز بعد قبیلہ ہوازن کی ایک بدویہ خاتون حلیمہ سعدیہ اپنے گاؤں کی چند عورتوں کے ہمراہ بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں اتفاق سے حلیمہ کی ساتھ والی سب عورتوں کو امیروں کے بچے مل گئے لیکن حلیمہ کو کوئی بچہ نہیں ملا۔ ادھر حضرت آمنہؓ کو ان کے یتیم بچہ کے لئے دایہ نہ ملی حلیمہ سعدیہ کی تمام ہمراہی عورتیں امیروں اور سرداروں کے بچے لے کر اپنے گھروں کو واپس ہو گئیں اور حلیمہ جو اپنی ہم سفروں میں سب سے زیادہ غریب مصیبت زدہ تھیں مایوس رہ گئیں لیکن منشار الٰہی یہ نہ تھا کہ حلیمہ اور دائیوں کی طرح اپنی خدمت کے صلہ میں دنیا کا انعام پائیں۔ اُن کی قسمت میں تو خدا نے آخرت کا ہمیشہ باقی رہنے والا انعام رکھا تھا۔ کیونکہ ان کی گود میں اللہ کا حبیب کھیلنے والا تھا جب حضرت آمنہؓ آنحضرتؐ کی والدہ نے حلیمہؓ کو آپ کی پرورش کے لیے مقرر کرنا چاہا تو پہلے حلیمہ نے خیال کیا کہ یتیم بچہ کو لے کر کیا کروں گی لیکن پھر انھوں نے حضرت آمنہؓ کی درخواست قبول کر لی! الغرض آپ کو حلیمہ سعدیہ کی سپردگی میں دیدیا گیا۔ باپ کی شفقت تو آپ نے دیکھی ہی نہ تھی ملک کے رواج نے ماں کی آغوش سے بھی علیحدہ کر دیا۔ حلیمہ آپ کو لے کر اپنے گاؤں چلی گئیں اور اب آپ کی پرورش اُسی دودھ سے ہونے لگی جس سے

Marfat.com

عرب کے آزاد بہادر فرزند پاتے تھے۔ دو سال کے بعد حلیمہ آپ کو مکہ میں لائیں اور آپ کی والدہ حضرت آمنہؓ کے سپرد کرنا چاہا لیکن اُس وقت مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی اس لیے آپ کی والدہ نے کہا کہ واپس لے جاؤ۔ حلیمہ دائی دوبارہ آپ کو اپنے گھر لے آئیں۔ حلیمہ سعدیہ کے یہاں آنحضرتؐ کے دوران قیام میں بہت کچھ خیر و برکت کی علامتیں ظاہر ہوئیں۔ حلیمہ اکثر ان غیر معمولی باتوں پر تعجب کرتی تھیں اور وہ آپؐ کو اپنی بستی کے تمام بچوں میں ممتاز جانتی تھیں۔ لیکن آپ کی پرورش بالکل گاؤں کے دوسرے بچوں کی طرح ہوئی، کھانے پینے، لباس میں گاؤں کے اور بچوں میں اور آپ میں کوئی ظاہری فرق نہ تھا آپ اپنے دودھ شریک بھائیوں کے ساتھ کھیلتے اور اکثر بکریوں کے ساتھ چراگاہوں کو جاتے تھے۔ حلیمہ آپؐ کو اپنے بچوں سے زیادہ چاہتیں آپؐ کو بھی اُن سے بے انتہا محبت تھی۔ روایت ہے کہ عہد نبوی میں جب حلیمہ سعدیہ جو بہت بوڑھی ہو چکی تھیں آپ کے پاس آئیں تو آپؐ "میری ماں، میری ماں" کہہ کر اُن سے لپٹ گئے تھے اور جب آپ کی عمر چھ سال کی تھی تو بی بی حلیمہ آپؐ کو آپؐ کی والدہ کے سپرد کر کے گئیں تو وہ زار و قطار رو لی گئیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝۔

مدینہ کا سفر

آنحضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم چھ سال تک حلیمہ سعدیہ کے یہاں پرورش پا کر جب اپنی والدہ کے پاس مکہ میں آئے تو آپؐ کی والدہ حضرت آمنہؓ آپؐ کو لے کر آپ کے والد حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ گئیں۔ اس سفر سے واپس آتے

Marfat.com

ہوئے مقام ابواء میں اُن کا بھی انتقال ہو گیا اور وہ یہیں دفن ہوئیں۔ اُم ایمن حضرت آمنہ کی کنیز جو اس سفر میں ساتھ تھیں آپ کو لیکر مکہ آئیں اللہ کو یہ بھی منظور نہ تھا کہ باپ کے بعد ماں کا سایہ آپ کے سر پر رہتا۔ چنانچہ اب تک آپ یتیم تھے اب یسیر بھی ہو گئے۔

جد امجد کی سرپرستی

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپؐ کے دادا عبد المطلب نے آپ کو اپنی تولیت میں لیا چونکہ عبد المطلب آنحضرتؐ کے والد حضرت عبد اللہ کو اپنی تمام اولادوں میں سب سے زیادہ چاہتے تھے اور آنحضرتؐ انھیں کے یتیم بچہ تھے عبد المطلب کو آپ سے بیحد محبت تھی جب سے آپ کی والدہ کا انتقال ہوا عبد المطلب آپ کو اپنے پاس سے علیحدہ نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم جن کے دل میں خدا نے محبت و ہمدردی کا احساس عام فطرت انسانی سے بہت بلند عطا کیا تھا بچپن ہی سے اس سے متاثر تھے لہذا آپ اپنے دادا کو پیار سے دیکھتے رہتے اور فرط محبت سے اُنکے ہاتھوں پر بوسہ دیتے لیکن مصلحت خدا یہ بھی نہ تھی کہ ماں باپ سے زیادہ چاہنے والے دادا کی کفالت دیر تک نصیب ہوتی۔ آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوتی ہے تو آپ کے دادا بھی بیاسی سال کی عمر میں وفات پا جاتے ہیں

محترم چچا کی کفالت

آپ کے دادا عبد المطلب نے مرتے وقت اپنے ایک بیٹے ابو طالب کو آنحضرت صلعم کی پرورش کا کام سپرد کیا۔ ابو طالب نے اس فرض کو جس ذمہ داری و وفاداری کے ساتھ انجام دیا اس کی تصدیق تمام صحیح حدیثوں سے ہوتی ہے۔ وہ بھی آنحضرتؐ

صلعم سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ آپ کے مقابلہ میں اپنی اولاد کی پروا نہ کرتے۔ کھاتے تو اپنے ساتھ کھلاتے سوتے تو ساتھ لے کر۔ سفر پر جاتے تو ہمراہ لے جاتے۔ ابوطالب اپنی قوم کے لوگوں کی طرح تجارت کرتے تھے اور اکثر تجارتی سفر پر جاتے تھے۔ آنحضرتؐ کے اُن کی سپردگی میں آنے کے بعد ابوطالب کو شام کے سفر پر جانا پڑا۔ اُس وقت آنحضرتؐ کی عمر بارہ سال تھی ابوطالب آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ بحیرا راہب کا مشہور واقعہ اسی سفر میں پیش آیا۔

بحیرا راہب کا واقعہ

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ بحیرا ملک شام کا رہنے والا ایک راہب تھا یعنی دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کی گھاٹی میں خانقاہ بنا کر رہتا تھا۔ ابوطالب کا قافلہ جب بصرہ کی پہاڑی سے اتر رہا تھا تو بحیرا نے دور سے دیکھا کہ قافلہ میں ایک دس بارہ سال کا لڑکا نچر پر سوار قافلہ کے درمیان پہاڑ سے اتر رہا ہے اور وہ جہاں سے گزرتا ہے وہاں کے درختوں کی ڈالیاں جھک کر اُس پر سایہ کرتی ہیں۔ بحیرا نے اپنے چیلوں سے کہا "دیکھو! اس آنے والے قافلہ میں جو لڑکا ہے یہ پیغمبر ہوگا۔ ہماری آسمانی کتابوں میں ایک اور آنے والے آخری رسول کی بشارت دی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ وہی ہے"۔ الغرض اسی قسم کے گوناگوں واقعات کے ساتھ وقت گزرتا گیا۔ آنحضرت صلعم کی عقل و دانش میں اضافہ ہوتا گیا۔ آپ اپنی عمر سے زیادہ عقل کی باتیں کرتے تھے اور بڑی خوبی کے ساتھ ہر کام میں اپنے چچا کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اللّٰھمّ

Marfat.com

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

حرب فجار اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ہوتی تھیں وہ زیادہ تر ذاتی غرض سے ہوا کرتی تھیں۔ گھروں کے اندر، بازاروں میں گلی کوچوں میں، شراب و جوے کی محفلوں میں ذرا سا جھگڑا ہو گیا اور تلواریں نکل آئیں کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پر کہیں پانی پینے پلانے پر تکرار ہو گئی اور بڑھتے بڑھتے تمام قبیلوں کی لڑائی بن گئی ان لڑائیوں میں بڑے بڑے سردار، بہادر مارے جاتے باپ کا بدلہ بیٹے سے اور دادا کا انتقام پوتے سے لیا جاتا تھا اور اس طرح سیکڑوں بیگناہوں کا خون بہہ جاتا اور خاندان کے خاندان برباد ہو جاتے۔ مولانا حالی نے اس دور کا کتنا اچھا نقشہ پیش کیا ہے۔

مُسَدَّس

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

Marfat.com

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی　　صدی جس میں آدھی اُنھوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی　　تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا　　کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا　　کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یوں ہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یوں ہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جب آنحضرت صلعم سن تمیز کو پہونچے تو اسی قسم کی ایک خوفناک جنگ خاص اُن کے قبیلۂ قریش اور ایک دوسرے قبیلہ قیس میں چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں قریش کے تمام خاندان شریک تھے چونکہ آنحضرتؐ کے چچا ابو طالب قریش کے سردار تھے خاندان کے ننگ و نام کا معاملہ تھا اس لڑائی میں سالار جنگ وہی ٹھہرائے گئے۔ لہذا اُن کے بیٹے اور تمام بھتیجے بھانجوں کے لیے شریک جنگ ہونا ضروری ہوا۔ اس فرض کی ادائیگی میں آنحضرت صلعم کو بھی اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی صف میں کھڑا کیا گیا لیکن آپؐ نے اپنے ہاتھ میں نہ کوئی ہتھیار لیا اور نہ کسی پر ہاتھ اُٹھایا کیونکہ یہ دنیا داری کا جھگڑا تھا اور پیغمبروں کو سوائے جہاد کے جو خالص خدا کی راہ میں اور اُس کے سچے دین کی حفاظت کرنے کے لیے ہو اور کسی لڑائی میں تلوار اُٹھانے کا حکم نہیں ہے۔

Marfat.com

دورِ دُوم

تجارت کا مشغلہ

عرب کے لوگ عام طور پر تجارت پیشہ تھے اور آنحضرتؐ کا خاندان مکہ کا رئیس ہونے کے سبب سے تجارت میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ لیکن عرب والوں کی بداعمالیاں جو ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھیں۔ یہاں بھی صاف نمایاں نظر آتی ہیں۔ آپس کے لین دین اور تمام تجارتی معاملوں میں بے ایمانی سفّاکی، وعدہ خلافی ایک دوسرے کے مال کو غصب کر لینا دن رات کا مشغلہ تھا۔ ایک تاجر کا سب سے بڑا حسن اخلاق وعدہ کو پورا کرنا اور اپنے اوپر دوسروں کا اعتبار پیدا کرنا ہے۔ اس کی مثال اُس قوم میں ملنا دشوار تھی۔ بے اعتباری کا یہ حال تھا کہ ایک خوشہ کھجور کے لئے کوئی کسی پر اعتبار نہ کرتا تھا۔ اُسی زمانہ میں اسی قوم کا ایک تاجر جو ابھی کم عمر لیکن اپنی نظیر آپ تھا ایمانداری، راستبازی، سچائی اور پاکیزہ اخلاقی میں یہانتک مشہور ہوا کہ آپ کا لقب امین پڑ گیا۔ وہ لوگ جو وعدہ خلافی وخیانت میں یکتا تھے اور باپ بیٹے، بھائی بھائی ایک دوسرے پر بھروسہ نہ کرتے تھے، اپنا مال و اسباب بطور امانت آنحضرتؐ کے پاس رکھ دیتے اور آپ کو اپنے کاروبار میں شریک بنانے کی کوشش کرتے۔ ابی حماد ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے نبی ہونے کا اعلان کرنے سے بہت پہلے" ایک روز میں نے محمدؐ کو مکہ کے بازار میں دیکھا تو اس خیال سے اُن سے کسی کام میں مدد لوں گا اُن سے کہا کہ کیا وہ وہیں ٹھہرے رہیں گے

آپ نے وعدہ کیا، کہا "ہاں" اس کے بعد خرید و فروخت کرتا ہوا دور نکل گیا اور پھر واپس اُس مقام پر نہیں گیا۔ اتفاق سے تین دن کے بعد پھر اُس طرف سے گذرا تو محمد صلعم کو اُسی جگہ منتظر پایا۔ میں نے تعجب کیا تو آپ نے کہا "میں نے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تم نہ آؤ گے میں یہیں ٹھہرا رہوں گا اسلیے میں تین دن سے یہاں ہوں"۔ کیا پابندی وعدہ کی دنیا میں اس سے بہتر مثال مل سکتی ہے؟ سابت نامی ایک دوسرے صحابی جب نبوت کے بعد مسلمان ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے اُن کی تعریف کی آپ نے کہا "میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں"۔ سابت نے کہا "آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ تجارت میں میرے ساجھی تھے لیکن آپ نے ہمیشہ اپنا معاملہ صاف رکھا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

شرک سے پرہیز

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بت پرست قوم میں پیدا ہوئے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ آپ کی قوم کے لوگوں کا مذہب صرف مادہ پرستی تھا، بتوں کے علاوہ چاند، سورج تارے اور آگ ان تمام چیزوں کی عبادت ہوتی تھی۔ دوسرا اور کوئی طریقہ عبادت اُن کے یہاں نہ تھا۔ آنحضرتؐ کا خاندان تو کعبہ کا مجاور ہی تھا اور اسی مشہور بیت خانہ کی (جس میں تین سو ساٹھ بت ایک نامعلوم زمانہ سے قائم تھے) کنجیاں آنحضرت صلعم کے گھرانے میں پشتہا پشت سے چلی آتی تھیں اور یہ اب بڑا منصب سمجھا جاتا تھا کہ اس کے باعث آپ کے خاندان کو بڑی عزت حاصل تھی لیکن قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں سے ثابت

ہے کہ آپ نے بچپن ہی سے کبھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا نہ کبھی اپنی قوم یا خاندان والوں کے ساتھ اُن کی عبادتوں میں شریک ہوئے۔ اسلام سے پہلے جب حج کا میلہ لگتا تو یہ عام رواج تھا کہ ہزاروں مرد عورتیں، بچے عریاں ہو کر طواف کعبہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے کبھی اس جاہلانہ رسم میں اپنی قوم کا ساتھ نہیں دیا۔ بت پر چڑھائے ہوئے کھانے کو آپ نے کبھی نہیں چکھا۔ یہ رواج بھی عام تھا کہ عبادت کے موقعوں پر شراب تقسیم ہوتی تھی آپ نے شراب کو عبادت کے وقت یا اسکے علاوہ کبھی نہیں چھوا۔ آپ کو بچپن ہی سے ان تمام چیزوں سے نفرت تھی۔ یہ فطرت سلیم کا تقاضا تھا خدا نے آپ کو جس مذہب کی اشاعت کے لیے دنیا میں بھیجا تھا وہ ان تمام مکروہات سے پاک تھا اس لیے اس کے رہنما کی ذات بھی ان تمام مشاغل سے فطرۃً بالا تھی۔

عبادت اُس معبود حقیقی کے پوجنے کے لیے جس نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا اور اُن کے اندر جو کچھ ہے، ظاہر و باطن وہ سب بنایا، آنحضرت صلعم کو شروع ہی سے وہ طریقے ہیچ نظر آتے تھے جو آپ کی قوم میں رائج تھے۔ آپؐ کا طریقۂ عبادت اپنی قوم سے بالکل علیحدہ تھا آپ دن رات غور کرتے کہ یہ دنیا کیا ہے اور انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے!! ہماری موت ہماری زندگی، اور زندگی کے تمام کام کس طاقت کے قبضہ میں ہیں اور ہمیں کس کی عبادت کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپؐ تنہائی میں جا کر پہروں خدا کی شان و قدرت پر غور فرماتے اور دن رات اُس معبود حقیقی سے لو لگائے بیٹھے رہتے

Marfat.com

یہ وہی عبادت تھی جو آپؐ سے پہلے تمام انبیاء نے کی خصوصاً آپ کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم کے بارے میں توراۃ میں بھی لکھا ہے کہ جب آسمان پر تارے نکلے دیکھے تو خیال کیا کہ یہی خدا ہونگے چاند نکلا تو اس کے خدا ہونے کا شبہہ ہوا، سورج کو دیکھ کر یقین ہی ہو چلا، لیکن جب یہ سب چیزیں نظروں سے غائب ہوگئیں تو چیخ اُٹھے "میں ان فانی چیزوں سے محبت نہیں کرتا۔ میں اپنا منھ اسکی طرف موڑتا ہوں جس نے زمین و آسمان اور ان کے اندر کی تمام چیزیں پیدا کیں"۔ چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت بھی نبوت سے پہلے اسی قسم کی ہوئی تھی۔ مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں۔ آپ مہینوں وہاں جاکر مراقبہ کرتے اور دنوں بھوکے پیاسے بیٹھے رہتے تھے کبھی کچھ روکھا سوکھا کھانا ہمراہ لیجاتے صحیح بخاری میں ہے کہ غار حرا میں محمد صلعم کی عبادت صرف غور و فکر تھی۔ خدا کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر آپ اس طاقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے جس نے ان تمام چیزوں کو بنایا اور تمام کائنات کو اپنا پابند کیا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

شمع ہدایت

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی کل دنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

Marfat.com

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

(ظفر علیخاں)

حلیہ شریف

وقت تیزی سے گزرتا گیا سال پر سال بیت گئے۔ آنحضرت صلعم سن رشد کو پہونچے۔ میانہ قد، مناسب خد و خال، سفید رنگ، پیشانی چوڑی، بھویں جُتی۔ دہن مبارک کشادہ اور دندان مبارک بہت خوشنما۔ آنکھیں بڑی اور سیاہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ کی آنکھیں حیا سے جھکی رہتی تھیں سر کے بال نرم نہ زیادہ گھنگرالے اور نہ بالکل سیدھے آپ کے بال کاندھوں تک لٹکے رہتے تھے۔ سینۂ پاک بہت کشادہ، ہاتھ پیر مناسب دیکھنے والوں پر آپ کی خوبروئی کا بہت اثر پڑتا تھا۔ عبداللہ بن سلام جو ایک یہودی تھے نبوت کے بعد آپ کا وعظ سن کر پہلے پہل جب خدمت میں آئے تو چہرۂ اقدس کو غور سے دیکھ کر بولے قسم ہے میرے خدا کی یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے"۔ جابر بن سمرہ ایک دوسرے صحابی کہتے ہیں کہ "ایک شب جب آنحضرت کھڑے ہوئے دعا میں مشغول تھے اور آسمان پر بالکل ابر نہ تھا میں کبھی آپ کو اور کبھی چاند کو دیکھتا تھا تو آپ کا چہرہ مجھے چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا تھا"۔ آنحضرت صلعم کی رفتار تیز تھی اور چلنے میں قدم نہایت ہلکے اُٹھتے تھے۔ بات کرنے میں

Marfat.com

ٹھہر ٹھہر کر بولتے اور آہستہ گفتگو فرماتے قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے۔

حضرت خدیجہ رضؓ

مکہ میں قبیلہ قریش کی ایک بیوہ خاتون خدیجۃ الکبریٰ رہتی تھیں اُن کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرتؐ کے خاندان سے ملتا ہے ان کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں لیکن اب پھر بیوہ تھیں حضرت خدیجہؓ فطرۃً نہایت نیک و شریف بی بی تھیں اس قدر پاکیزہ اخلاق کہ اُن کی مثال مکہ کی عورتوں میں نہ تھی ان خوبیوں کی بنا پر مکہ والے انھیں طاہرہ کہکر پکارتے تھے۔ اُن کے مرحوم شوہر نے بہت سا مال واسباب چھوڑا تھا۔ مکہ سے جب کوئی قافلہ تجارت روانہ ہوتا تو حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت اکیلا تمام مکہ والوں کے برابر ہوتا تھا حضرت خدیجہؓ کو اُنکے شوہر کے مرنے کے بعد ایک ایسے ایماندار آدمی کی تلاش ہوئی جو بطور نگران اُن کا سامان لے کر شام و یمن کے بازاروں میں فروخت کرے حضرت خدیجہؓ کو جب آنحضرت صلعم کی سچائی و ایمانداری کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے آپ کو بلا بھیجا۔ آپ اپنے چچا ابو طالب کی اجازت سے اُن کے گھر تشریف لے گئے حضرت خدیجہؓ کے طرز گفتگو کو آپ نے پسند فرمایا اور یہ دیکھ کر کہ وہ باوجود ایک دولت مند خاتون ہونے کے آپ کے ساتھ نہایت اخلاق و احترام سے پیش آئیں آپ ان کی بہت قدر کرنے لگے۔

حضرت خدیجہؓ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ آپ اُن کا تجارتی سامان لے کر قافلہ کے ساتھ جائیں۔ آپ نے اُن کی درخواست قبول فرمائی۔ اور اُن کا سامان تجارت لے کر شام کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنے

Marfat.com

ایک غلام میسرہ کو ہمراہ بھیجا اور تاکید کردی کہ راہ میں محمد (صلعم) کو کوئی تکلیف نہ ہونے پاوے۔ اِس سفر میں آنحضرت کو خلاف توقع بہت کامیابی ہوئی کثیر نفع لیکر آپ واپس ہوئے۔ حضرت خدیجہ آپؐ کی منتظر تھیں آخر اُن کے غلام میسرہ نے پہلے آکر قافلہ کی واپسی کی خبر دی۔ آنحضرت صلعم کے حسن معاملہ سچائی و دیانت داری، نیک عادات نے حضرت خدیجہؓ کے دل پر گہرا اثر کیا۔ انھوں نے آپ سے شادی کی درخواست کی آنحضرت صلعم قریش کے خاندان سے تھے۔ عبدالمطلب کے جانشین تھے۔ صورت و سیرت میں اپنی قوم میں سب سے افضل تھے اہل قریش کی امیر کمسن لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ بیاہے جا سکتے تھے لیکن حضرت خدیجہ جو آپ سے عمر میں کہیں بڑی تھیں، بیوہ تھیں اور کئی بچوں کی ماں جب آپ سے شادی کی درخواست کرتی ہیں تو آپ منظور کر لیتے ہیں آنحضرتؐ کے چچا ابو طالب کعبہ کے متولی کی حیثیت سے خطبۂ نکاح پڑھاتے ہیں اور پانچ سو درہم مہر کے ادا کر دیے جاتے ہیں لیکن شادی کے بعد آپ کی عبادت روز بروز بڑھتی گئی اور غار حرا میں پہلے سے زیادہ قیام کرنے لگے۔ مراقبہ میں بھی زیادتی ہوتی گئی۔ تاہم حضرت خدیجہؓ کے ساتھ آپ کی خانگی زندگی نہایت کامیاب گزرنے لگی کیونکہ آپ حضرت خدیجہ کو اپنا سچا رفیق و غمخوار پاتے تھے حضرت خدیجہؓ سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ اُن کی وفات کے بعد جب کبھی اُن کا نام آجاتا تو آپ رنج و غم سے مضمحل ہو جاتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

دورِ سوم

نبوّت

اب وہ وقت آپہونچا جس کے لئے حق تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا تھا یعنی مشیت ایزدی نے چاہا کہ آپ کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے۔ چنانچہ ایک روز آپ غار حرا میں معمول کے مطابق عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ آپ کو ایک فرشتۂ غیب نظر آیا آپ نے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ پڑھ، اپنے خدا کے نام کے ساتھ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا خدا اکریم ہے، وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔" آپ نے کہا "میں اُمّی ہوں، یعنی پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر آپ نے محسوس کیا کہ اُس فرشتہ نے آپ کو تین بار سینہ سے لگا کر دبایا" پھر کہا "پڑھ" اس مرتبہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے وہ الفاظ ادا کئے جو فرشتہ نے کہے۔ پھر وہ فرشتہ غائب ہو گیا۔ قرآن شریف میں اس فرشتہ کو روح الامین اور روح القدس بھی کہا گیا ہے۔ مشہور نام جبرئیل علیہ السلام ہے حضرت جبرئیل کا آنا اور خدا کا پیغام لانا کوئی معمولی بات نہ تھی اس عجیب وغریب واقعہ نے آنحضرتؐ کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ آپ پر دہشت سی طاری ہو گئی جسم مبارک کانپنے لگا اور آپ جلال الٰہی سے لرزتے گھر آئے حضرت خدیجہ آپ کی زوجہ محترمہ آپ کی متغیر حالت دیکھ کر فکر مند

Marfat.com

ہوئیں۔ آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے کہا "مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے کمبل اُڑھاؤ"
تھوڑی دیر بعد جب آپ کی طبیعت ذرا سنبھلی تو غارِ حرا میں جو کچھ دیکھا اور
سنا تھا اُس کا پورا حال حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا اور فرمایا کہ "مجھے ڈر ہے"
حضرت خدیجہؓ نے کہا "آپ تو خدا کے نیک بندہ ہیں مصیبت میں لوگوں کے
کام آتے ہیں۔ بیماروں کی خدمت کرتے ہیں، خود بھوکے رہتے ہیں دوسروں
کو کھانا کھلاتے ہیں، آپ ہرگز فکرمند نہ ہوں، خدا آپ کو رنجیدہ نہ کرے گا،
بلکہ آپ پر اپنی رحمت بھیجے گا" اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپؐ کو لے کر اپنے
بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ ورقہ ایک بوڑھے آدمی تھے آنکھوں کی
بینائی بھی جا چکی تھی۔ وہ عربی و عبرانی زبانوں کے عالم اور توراۃ و انجیل کے
فاضل تھے۔ آنحضرتؐ کو غارِ حرا میں جو واقعہ پیش آیا تھا اُس کا تمام ماجرا حضرت
خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔ ورقہ نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور کہا
کہ "آج سے محمد (صلعم) نبی ہوئے۔ یہ فرشتہ تھا جو اُن پر اترا تھا، توراۃ میں لکھا
ہے کہ یہی فرشتہ حضرت موسیٰؑ پر بھی اُترا تھا۔ آسمانی کتابوں میں اِس کو
"ناموس" کہا گیا ہے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا اور محمدؐ کی مدد کر سکتا
اُس وقت جب اُن کی قوم اُنھیں ستائے گی اور وطن سے نکال دے گی
آپ نے ورقہ سے پوچھا "کیا میری قوم مجھے وطن سے نکال دے گی؟" ورقہ نے
جواب دیا "ہاں! جو کچھ تم کو پڑھایا گیا ہے یہ خدا کا کلام ہے جب تم لوگوں کو
سناؤ گے تو لوگ تمھیں جھٹلائیں گے اور تمھارے دشمن بن جائیں گے کیونکہ کوئی
رسول ایسا نہیں آیا کہ جس نے خدا کا کلام سنایا ہو اور اُس کی قوم نے اُسے ستایا

نہ ہو۔ اس واقعہ کے چند روز بعد ہی ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ تھا خدا کے اُس پہلے پیغام کا واقعہ جو اُس نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اُتارا، اور جس نے آپ کو اس قدر متاثر کیا کہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے خوف اور ڈر کا اظہار کیا۔ یہ ڈر یہ خوف فرشتہ کی شکل دیکھکر نہیں پیدا ہوا تھا بلکہ یہ جلال آلہی کا اثر، نبی ہونے کا خیال، اور رازہائے قدرت کے ظاہر ہونے پر حیرت و استعجاب تھا۔ اور ان تمام چیزوں سے ملکر جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ آپ پر طاری تھی۔ جس طرح توراۃ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کوہ طور پر گئے تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ آگ نہیں بلکہ تجلی خدا ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ اُن سے ہم کلام ہوا تو حضرت موسیٰ نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا اور سجدہ میں گر گئے یہ کیا تھا؟ کیا انھیں اپنی جان کا ڈر تھا یا کوئی شک و شبہ تھا؟ نہیں بلکہ یہ اُن کے یقین و ایمان کا ثبوت تھا۔ کوہ طور پر جو واقعہ پیش آیا اُسے حضرت موسیٰ کی حقیقت شناس طبیعت نے فوراً قبول کر لیا اور انھیں یقین آ گیا کہ اُن کی آنکھوں کے سامنے جو روشنی ہے وہ خدا کا نور اور کانوں میں جو آواز آئی وہ خدا کی آواز ہے۔ تو بس حضرت موسیٰ اپنے آپ کو خدا کے روبرو پا کر لرز گئے اور جلال الہٰی کی تاب نہ لا کر سجدہ میں گر گئے۔ عالم اسرار کی اس کیفیت کو نہ تو الفاظ ادا کر سکتے ہیں اور نہ عام انسانی فہم اس رمز کو سمجھ سکتی ہے۔ خدا و بندہ کے درمیان جب کوئی پردہ حائل نہ رہے راہ حق کی منزل مقصود سامنے ہو، تمام درمیانی حجابات اُٹھ جائیں اُس وقت نور حقیقت کی جلوہ پاشیاں نگاہوں کو خیرہ اور ہوش و

Marfat.com

خرد کو منور بنا دیتی ہیں منزل حقیقت کی اس کیفیت سے صرف وہی لوگ آشنا ہوتے ہیں جن کو خدا نے اس راہ میں اپنی توفیق سے منزل مقصود تک پہونچایا ہو۔ اور یہ بلند درجہ عطا کیا ہو۔ یہ تھا خدا کے پہلے پیغام کا واقعہ۔ جو اُس نے اپنے آخری نبی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل امین کے ذریعہ اُتارا اُس وقت آنحضرت صلعم کی عمر کا چالیسواں سال تھا وحی کا نزول رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوا اور اُس وقت سے لے کر تریسٹھ سال کی عمر تک یعنی عمر شریف کے آخری سال تک متواتر وحی نازل ہوتی رہی۔ کثرتِ نزول ماہ رمضان المبارک ہی میں ہوتی تھی اور اسی مبارک مہینہ میں سلسلۂ وحی ختم ہوا۔ نزول وحی کے بعد آپ نے پوشیدہ طور پر لوگوں کو پیغام حق سنانا شروع کیا جن لوگوں کو نیکی کی طرف مائل پایا اُنھیں توحید کی دعوت دی۔ اُس وقت عورتوں میں سب سے پہلے آپ کی رفیقۂ حیات اور نیک بیوی حضرت خدیجہ آپ پر ایمان لائیں۔ بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن کی عمر صرف آٹھ سال تھی اور دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول کیا۔ تقریباً تین سال تک اسی طرح آپ دین ابراہیم کی تبلیغ کرتے رہے۔ اب خدا نے حکم دیا کہ اے میرے رسول علانیہ اپنے رب کا پیغام لوگوں کو سنا اور مشرکوں سے نہ ڈر تیرا رب تیرے ساتھ ہے" اس حکم کے بعد آپ نے اپنے نبی ہونے کا علی الاعلان دعویٰ کیا اور لوگوں میں اسلام کی تبلیغ عام شروع کر دی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ورقہ بن نوفل کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور تبلیغ اسلام کے اس ابتدائی دور میں آپ کو جن مصائب اور مشکلات سے

دو چار ہونا پڑا اور آپ نے جس ثابت قدمی اور استقلال سے سب کچھ برداشت کیا اس کی نظیر دیگرا بنیاء میں بھی نہیں ملتی۔ لیکن چند ہی سال میں کفر اور شرک کی زبردست قوتیں اسلام کے قانون وحدت سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں اور شرق سے غرب تک حق وصداقت کی آواز گونج گئی۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

بہارِ رحمت

بہارستانِ ہستی کیلئے دورِ شباب آیا ۔ رگِ فطرت میں ریعانِ نمو کا اضطراب آیا
نظامِ آفرینش کو پیامِ انقلاب آیا ۔ فضائے کن فکاں میں پرچم ختمی مآب آیا

شہنشاہِ دو عالم مہبط ام الکتاب آیا

وہ موجِ بیقرار اٹھی ہے عمّان تجلّی سے ۔ زمانہ جگمگا اٹھا ہے فیضانِ تجلّی سے
شبستان جہاں روشن ہوئی شانِ تجلّی سے ۔ ہوئی ظلمت گریزاں جوشِ طوفانِ تجلّی سے

رسالت کے افق پر نورِ حق کا آفتاب آیا

وہ آئینہ دکھایا جس نے عکس روئے جاناں کو ۔ نمایاں کر دیا جس نے فروغ حسن پنہاں کو
عطا کی دولتِ نظارہ جس نے دیدۂ جاں کو ۔ چراغاں کر دیا جس نے تجلّی گاہ امکاں کو

وہ جلوہ اب جمال احمدی میں بے نقاب آیا

معارف کا خیاباں تازہ جس کی رشحہ باری سے ۔ مکارم کا چمن شاداب جس کی آب یاری سے
شناسا جس نے عالم کو کیا توحید باری سے ۔ دلوں کی کھیتیاں سرسبز جسکے فیض جاری سے

وہ دریائے کرم آیا وہ رحمت کا سحاب آیا

Marfat.com

نہ مانے کوئی بد باطن مگر اپنا تو ایماں ہے
کہ اس کی شان عالی ما ورائے فہم انساں ہے
ملک بھی اس مسیر نور پر ششدر ہیں حیراں ہے
در دولت سرا کی گو ابھی زنجیر جنباں ہے
مگر وہ جا کے بزم لامکاں سے بار یاب آیا

سجایا جائے گا دربار جب سرکار وحدت کا
تو عالم دیدنی ہو گا گنہ گاران امّت کا
یہ غل ہو گا وہ آیا کو کبا شاہ رسالت کا
بھرم کھلنے کو ہے اب تابش مہر قیامت کا
لوائے حمد لے کر شافع یوم حساب آیا

اِخلاق و عادات

تعلیمات آلٰہی کے عملی نمونے

انبیا علیہم السّلام اور دیگر مصلحین عالم کے حالات سیرت جو آج تاریخ میں محفوظ ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنے تمام بندوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے جب اپنے خاص بندوں کو پیدا کیا تو ان نفوس قدسیہ میں ایسے جامع اوصاف و کامل صفات ودیعت کیے کہ جن کی مدد سے یہ رہنما اپنے وعظ و پند کے ساتھ ساتھ خود اپنی ذات سے بھی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کر سکیں جو سبق خلق خدا کو پڑھائیں اُسکا ایک ایک نکتہ خود اُن کے دائرہ عمل میں ہو۔ عام انسانوں سے وہ جو کچھ کرنے کو کہیں پہلے خود اُس پر عمل پیرا ہو کر اُس کے عمدہ نتائج دنیا کے سامنے رکھیں کیونکہ صحیح اصول تعلیم کے مطابق کوئی تعلیم اُس وقت تک اثر پذیر نہیں ہو سکتی جب تک تعلیم دینے والا خود اپنی تعلیم کا آپ نمونہ نہ ہو۔ اس راہ میں انبیا علیہم السلام کا کام دنیا کے دوسرے مصلحین

سے زیادہ مشکل نظر آتا ہے کیونکہ ان بزرگوں کو چند شاگردوں کی مختصر سی جماعت کو نہیں، قوموں کو تعلیم دینے بلکہ بنی نوع انسان کے آداب و اخلاق کو مجموعی حیثیت سے سنوارنے اور پاکیزہ بنانے کا ذمہ دار ٹھہرا کر مبعوث کیا گیا اور ان بزرگ ہستیوں کو صفات کاملہ عطا فرما کر عالم وجود میں لایا گیا اس لیے انھوں نے اپنی تعلیم کی بنیاد اخلاق ہی کے چیدہ چیدہ اصولوں پر قائم کی اور سب کی یہی تعلیم رہی کہ سچ بولو جھوٹ سے بچو، بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دو، چوری نہ کرو۔ نفس کو مارو اور آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو وغیرہ۔ انبیا علیہم السلام کو چونکہ خدا نے فرمانِ الٰہی کا حامل اور اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر اُتارا ان مقربین خاص کو تعلیم زبانی کے صحیح طور پر سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت بھی عطا کی۔ اس وصف میں بھی انبیاء کا درجہ دیگر مصلحین سے بہت اونچا نظر آتا ہے۔ کیونکہ انھوں نے اپنی تعلیم تلقین کو اللہ ہی کا حکم قرار دیا۔ فرمانِ الٰہی کے سوا انھوں نے اپنی تعلیم کی بنیاد کسی عقلی فلسفہ پر قائم نہیں کی جو قول و فعل انھوں نے اختیار کیا وہ خدا کا حکم اور اُسی کی طرف سے ہدایت سمجھ کر کیا اس لیے وہ خود ہی اُن احکام کی خلاف ورزی سے پناہ مانگتے اور لوگوں کو اُن کی حکم عدولی کی سزا سے ڈراتے تھے تاکہ لوگ مکمل طور پر ان کی تعلیم سے بہرہ مند ہو سکیں اور انسانی اخلاق اپنی تمام غلاظتوں سے پاک و صاف ہو کر اُس نقطہ پر پہونچ جائے جہاں ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

اس فرض کو انجام دینے کے لیے مختلف زمانوں میں نبی پیدا ہوتے رہے اور انسان کے پست اخلاق کو درست کرنے کی تعلیم دیتے رہے۔ انبیاء علیہم السلام کی سوانح حیات سے ثابت ہے کہ ان مقدس معلمین کو اپنی جد و جہد کے دوران

Marfat.com

میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ طرح طرح سے ستائے گئے، سخت ترین ایذائیں و تکلیفیں پہونچائی گئیں اور اُن کی شان میں ذلیل ترین تحقیر و توہین روا رکھی گئی کسی کو جلا وطنی کی سزا دی گئی کسی کو سولی پر چڑھایا گیا اور کسی کو آگ میں ڈالا گیا۔ لیکن ان اولوالعزم ہستیوں نے یہ تمام مصیبتیں صبر و استقلال کے ساتھ جھیلیں اور اپنے قول و فعل سے نہ پھرے۔ آخر دم تک اپنی تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رکھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اخلاق محمدیؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بہ حیثیت ایک معلم اخلاق کے تمام مصلحین عالم میں ممتاز و ارفع نظر آتی ہے۔ آپ کی حیات اقدس کا یہ حصہ اخلاق کے دوسرے معلمین کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سخت اور پیچیدہ ہے لیکن سب سے زیادہ صحیح، سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ عملی ہے۔ آپ کے فضائل اخلاق کا صحیح اندازہ اُس وقت ہوتا ہے جب آپ کی حیات پاک کے ایک ایک قول و عمل کو بہ نظر غور دیکھا جائے کہ آپ نے احکام خداوندی اور تعلیم ربانی کی جو تبلیغ و تلقین فرمائی اُس پر خود کتنی شدت کے ساتھ عمل کیا۔ آپ جو تعلیم دوسروں کو دیتے تھے خود اُس کا کیسا صحیح نمونہ تھے۔ آپ نے درختوں کے نیچے بیٹھ کر وعظ کہنے یا پہاڑیوں پر چڑھ کر خطبہ دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ذاتی عمل سے پہلے خود اسکو کر کے دکھایا جو لوگوں سے کرنے کو کہا۔ آپ کا جو قول تھا وہی عمل تھا جو عمل تھا وہی قول تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد آپ کے پیش نظر تھا کہ "لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ"

(کیوں کہتے ہو تم لوگ جو کرتے نہیں) - آپ نے تعلیم ربانی کا جو درس دنیا کو دیا اُس کے ایک ایک نکتہ کی خود تمام عمر پابندی کی - کوچہ و بازار میں جو نصیحتیں لوگوں کو کیں آپ خود اپنے گھر میں اُسی طرح نظر آتے تھے - آنحضرتؐ کی ذات گرامی دنیا کے کئی اخلاقی واعظوں کی طرح صرف روحانیت کا پیام لے کر نہیں آئی تھی نہ آپ نے انسان کو اخلاقی ترقی کا صرف یہی ایک راستہ دکھایا کہ دنیا کو چھوڑ دینے اور دنیا والوں سے منہ موڑ لینے میں ہی نجات ابدی ہے یا خدا کے بنائے ہوئے جسم کو تکلیف میں ڈال کر ہلاک کر دینا اور اس طرح دنیا کی نجاستوں سے بچنا چاہیئے - نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ جو تعلیم ہم کو ملی اُس سے ہم نے سیکھا کہ انسان اپنی زندگی سے نہ تو نفرت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ ایسی محبت کرنے کے لئے کہ اپنی جان کے سوا دوسری جان کو ہیچ سمجھے - بلکہ یہ کہ جب ہم کو اپنے پیدا ہونے پر کوئی قدرت حاصل نہیں، تو موت پر بھی اختیار نہیں - ہماری پیدائش، زندگی، موت اور زندگی کے سارے کاموں پر صرف ایک اللہ قدرت رکھتا ہے - اُسی قادر مطلق کے حکم سے انسان دنیا میں آتا ہے، اُسی کی دی ہوئی زندگی پوری کرتا ہے اور اُسی کی طرف لوٹ جاتا ہے - انسان کا کام بس اتنا ہے کہ جب وہ اپنے خالق کی طرف لوٹے تو ویسا ہی پاک و صاف جائے جیسا کہ اُس وقت تھا جب خدا نے اُس کو دنیا میں بھیجا - یہ انسان کی کامیابی ہے اور اس کا دارومدار اُس کے اخلاق پر ہے - انسان کی اس کامیابی پر خدا نے اُس کے لئے بڑے انعامات کا وعدہ بھی کیا ہے اور یہ انعام جنت الفردوس کی صورت

Marfat.com

میں حاصل ہوں گے۔ اسلام کے معلّم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم سے انسان کی اس حیثیت کو بہت صاف و واضح کر دیا اور اس کے لیے دنیا و آخرت کے انعام کا ایک سیدھا اور قدرتی راستہ دکھایا۔ آپ کا قول ہے کہ مسلمان کے لیے دنیا اُس کے دین سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ دین کی کامیابی کا دارو مدار دنیا ہی کے اعمال پر ہے غیر مہذّب و وحشیانہ حرکات سے پرہیز اور پاکیزہ اخلاق نفس انسانی کو حیوانی خواہشات سے پاک اور فاسد خیالات سے مُبرّا کرتے ہیں۔ اخلاق ہی وہ چیز ہے جو حیات انسانی کے ہر شعبہ میں نمایاں نظر آتا ہے۔ دین و دنیا دونوں کے معاملات میں یکساں اخلاق کی اہمیت مظہر ہے۔ انسان دنیا دار ہو یا تارک الدنیا، امیر ہو یا غریب، صاحب اقتدار ہو یا بے اختیار، بادشاہ ہو یا فقیر، حاکم ہو یا محکوم، مصیبت زدہ ہو یا فارغ البال، اخلاق کے دائرہ سے ایک قدم باہر نہیں نکال سکتا۔ اُسکی زبان کا ایک ایک حرف اُس کے افعال کی ایک ایک حرکت اُس کی شکل و صورت، وضع قطع، اُس کی ظاہری باطنی زندگی اُس کے اخلاق کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اگر انسان کے تمام اقوال و افعال سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اور ہر حال میں حقیقی اخلاق کے معیار پر پورے اُترتے ہیں تو یہی اُس کی کامیابی ہے۔ راحت اور سکون اطمینان اور آرام کی حالت میں ممکن ہے کہ ایک با اصول شخص اپنے اخلاقی توازن کو ایک حد تک قائم رکھ سکے لیکن انسان کی آزمائش کا سخت ترین پہلو وہ ہے جب اُس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں، شدید آلام و مصائب کا سامنا ہو۔ فاقہ کی تکلیف ہو۔ پے در پے حوادث سے گذرے اور ڈگمگا نہ جائے۔

Marfat.com

انسان کے اخلاق کا روحانی کمال یہ ہے کہ وہ ان تمام آلام و مصائب کی اذیتوں اور تلخیوں میں بھی اخلاق سے گرنے نہ پائے۔ اور یہ یقین رکھے کہ انسان کا فرض ہر حال میں نیک عمل کرنا ہے۔ کامیابی و ناکامی خدا کے اختیار میں ہے۔ اگر انسان اخلاق کے اس معیار پر پورا اُترا تو سمجھ لیجئے کہ اُس نے خدا کی خوشنودی حاصل کر لی۔

اسلام کی تعلیم میں یہی روحانیت کا اوج کمال ہے۔ یہاں حیات انسانی دنیا کی تمام غلاظتوں اور آلودگیوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کے نور سے جگمگاتی اور رحمت حق سے جلا پاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہی تھی اور اُس کا نمونہ عمل خود آپ کی ذات اقدس تھی۔ آپ کی پوری عمر آزمائش وامتحان میں گذری۔ آپ کی سوانح کا ایک ایک واقعہ شاہد ہے کہ آپ کی زندگی کیسے شدید آلام و مصائب، مایوسی، فقر و فاقہ، اور اُن تمام ایذاؤں و تکلیفوں سے بھری ہوئی تھی جو آپ سے پہلے دوسرے پیغمبروں کو بھی کم و بیش پیش آئیں۔ اس لیے قرآن شریف میں بار بار اللہ تعالےٰ آپ کو صبر کی تلقین فرماتا ہے۔ سورۂ احقاف میں حکم ہے وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ، اور تو صبر کر جس طرح رسولوں میں سے اولو العزم رسولوں نے صبر کیا۔ آنحضرت صلعم خدا کے اس ارشاد پر جس استقلال کے ساتھ تمام عمر قائم رہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ کا عمل کس قدر پختہ و مستحکم تھا اور آپ کو احکام خداوندی پر کیسا کامل یقین تھا۔ آپ کی ثابت قدمی کی ایک ادنیٰ مثال آپ کی اوائل عمری کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ جب کفار مکہ آپ کو طرح طرح سے ستا کر تھک گئے اور

آپ حق کا پیام دیتے ہی رہے تو آپ کے قتل کی سازشیں شروع ہوئیں۔ لیکن جب رحمت الٰہی نے آپ کو ان ناپاک کوششوں سے بھی بچا لیا تو مشرکین قریش نے اپنی ذہنیت کے مطابق ایک نہایت کارگر تدبیر نکالی وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کو دولت و مال اور عیش و عشرت کا لالچ دے کر انھیں اُن کے راستہ سے بھٹکانے کی کوشش کی گئی ؎

یہاں حق کی اشاعت کیلئے ایثار و قربانی ۔۔۔ وہاں ہر ایک قدم پر کفر و باطل کی فراوانی
یہاں کوششیں، دنیا کو راہ راست پر لائیں ۔۔۔ وہاں گمراہیوں کا جوش اور گمراہ نادانی

چنانچہ آپ کی قوم کے تمام سر برآوردہ مشرکین جمع ہو کر آئے اور کہا "اے محمد! مکہ کی بادشاہت لے لو، قریش کے سب سے اونچے گھرانہ میں شادی کر لو جتنے چاہو لونڈی غلام حاضر ہیں لیکن اپنی تعلیم و تلقین سے باز آؤ" اہل قریش کے جواب میں آپ نے فرمایا "یا اہل قریش! اگر تم میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج لا کر رکھ دو تب بھی میں وہی کہتا رہوں گا جو کہتا ہوں یہ تو میرے رب کی طرف سے میرے لیے حکم ہے" ایک انسان کی طاقت سے بعید ہے کہ وہ مصیبتوں میں پھنسا ہو، بے یار و مددگار ہو۔ دشمنوں سے نہیں بلکہ دوستوں اور عزیزوں کے ہاتھوں ستایا جا رہا ہو اور مصائب کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اُسکی زندگی کا ایک جزو بن گیا ہو اُس وقت ایسے گمراہ کن مواقع سامنے آئیں اور وہ ڈگمگا نہ جائے۔ ایک بشر سے یہ معجزہ اُسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب خدا نے اُسے اپنی توفیق سے روحانی کمال کا اتنا اونچا درجہ عطا کیا ہو کہ وہ ناقابل تسخیر مضبوط اخلاق کا مالک ہو۔

آنحضرت صلعم چونکہ دنیا کے معلمین میں آخر تھے اور آپ کی ذات پر تعلیم خداوندی کی تکمیل ہو رہی تھی اس بناء پر معلمین اخلاق کی جماعت میں سب سے زیادہ بار آپ کے دوش مبارک پر آیا۔ دنیا کے مشہور مصلحین کی جس قدر تاریخ آج دنیا میں محفوظ ہے اُس سے ثابت ہے کہ ان تمام مقدس نفوس کی تعلیمات کا دائرہ محدود اور اُن کے علی الاعلان وعظ و پند کا عرصہ نہایت مختصر رہا۔ اس میں بھی انھوں نے انسانی زندگی کے کسی ایک خاص پہلو پر بحث کی کسی نے شریروں کے شر اور ظالموں کے ظلم کے مقابلہ میں فوج کشی کی تعلیم دی اور انصاف کے لیے خود بھی میدان جنگ میں کام کیا کسی نے نے ظلم و تشدد کے تدارک کے لیے محض روحانی پہلو اختیار کیے اور معافی اور درگزر کے سوا اور کوئی عملی سبق نہیں پڑھایا کسی نے اخلاق کی درستی کے لیے فقیری اور در بدر بھیک مانگنے کا راستہ دکھایا لیکن جب انسان نے ان ضرورتوں کے لئے اپنی جنس کا خون بہانا پسند نہ کیا، یا نفس کشی کی ناقابل عمل نصیحتوں پر چلنے سے قاصر ہوا تو پھر اُس کی سنگدلی و شرارت کا نہ صرف خدا سے شکوہ کیا بلکہ بعض نے عالم مایوسی میں بداعمال لوگوں کے لیے بددعائیں بھی کیں۔ اور بندوں کی نافرمانی کی سزا میں خدا سے عذاب نازل کرنے کی درخواست کی۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتب درس مسلسل ۲۳ سال تک جاری رہا اس مدت میں آپ کی تعلیم انسانی زندگی کے ہر پہلو پر ہوتی رہی اور خود معلّم کی ذات اُس کی تعلیم کا عملی جامہ تھی۔ یہ تو آپ کی تعلیم و تلقین کا وہ حصہ تھا جو

Marfat.com

آپ کی نبوت کے دعویٰ کے ساتھ عام ہوا اور اس کے فیض کا چشمہ پورے ۲۳ سال تک جاری رہا لیکن آپ کی ابتدائی سیرت پاک کے واقعات سے ثابت ہے کہ اس تعلیم کا عمل آپ کی زندگی کے ساتھ ہی شروع ہوا۔ قرآن شریف میں آپ کے خلق کی نسبت آیا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بیشک تیرا خلق بہت بلند ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ آنحضرت کا خلق اُن پر وحی نازل ہونے کے بعد مکمل ہوا بلکہ اس کے معنی ہیں کہ آپ خلق کا بلند درجہ لے کر عالم وجود میں آئے۔ چنانچہ ابھی آپ بچہ ہی تھے کہ آپ کا ایک ایک عمل بلند اخلاق کا بہترین نمونہ تھا خلق عظیم کے کارنامے آپ کی ذات اقدس سے بچپن ہی میں ظاہر ہوتے تھے نبوت کے بعد اُن پر صرف احکام خداوندی اور قانون الٰہی کی مہر لگا دی گئی۔ اہل عرب جن کے اخلاقیات کی بنیاد پست ترین اخلاقی خرابیوں پر قائم تھی وہ آپ کے بچپن میں آپ کی سچائی و راست بازی کا عمل دیکھ کر تعجب کرتے تھے اور اپنی ہی قوم کے ایک صاحب اخلاق کی جیتی جاگتی تصویر دیکھ کر محو حیرت تھے اور آخر انھیں اخلاق کے اس پیکر کامل کی عظمت و بزرگی کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہی پڑا۔

یہ آپ کے اخلاق کریمانہ ہی کی تاثیر تھی کہ آپ کی غیر مہذب و وحشی قوم نے کم سنی ہی میں آپ کو امین کا لقب دیا۔ اور جب آپ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر پکارا کہ "اے گروہ قریش اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے تم پر ایک زبردست غنیم چڑھائی کر رہا ہے تو کیا تم میرا یقین کرو گے؟" اُس وقت مکّے کے مشرکین نے جن میں چند بڑے آزمودہ کار تھے ایک زبان

ہو کر کہا "ہاں اے محمد ہم تیرا یقین کریں گے کیونکہ تو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا"۔ آپ کی سیرت پاک کے ان تمام تاریخی واقعات سے جو قرآن و حدیث دونوں میں محفوظ ہیں یہ ثابت ہے کہ آنحضرت کی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہیں ہے آپ کی حیات اقدس کا ایک ایک واقعہ آپ کی تعلیمات کا آئینہ دار ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

خلق عظیم و خصائل پاکیزہ

آپ سے پہلے جتنے انبیاء گذرے ان سب میں کسی کی شخصیت ایسی نظر نہیں آتی ہے جو عملی حیثیت سے ایسی کامل ہو کہ اُس کی تعلیم کی عملی مثال بھی سامنے موجود ہو اور وہ مثال ایسی کہ ہر انسان کے لیے قابل عمل ہو پچھلے روحانی پیشواؤں میں کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جس کی اخلاقی شکل و صورت کی پوری شبیہ ہر انسان کے لئے مفید و کارآمد ہو اور عام انسانوں کے لیے قابل عمل ہو۔ بلکہ اکثر پیشواؤں کی زندگیاں اور ان کے تمام کارنامے عام انسانوں کی قوت اختیار سے باہر اور مافوق الفطرت نظر آتے ہیں۔ اُن کی پیدائش، زندگی، اور موت کے بیشتر واقعات معجزات و خوارق کے رنگ میں اس طرح ڈوبے ہوئے ہیں کہ عام انسانوں سے اُن واقعات کا ظاہر ہونا محال و خلاف فطرت معلوم ہوتا ہے اسی بنا پر قدیم عہد میں جب کہیں برگزیدہ بندے پیدا ہوئے اور انھوں نے سرکش انسان کو عاجز کرنے کے لیے معجز نمائی سے کام لیا تو انسانی دماغ نے ان کو اپنا جیسا ایک انسان ماننے میں پس و پیش

Marfat.com

کیا لیکن بظاہر شکل وصورت آدمی کی تھی اس لیے اُنھوں نے اس عقیدہ پر اکتفا کیا کہ وہ خدا تھا جو اُنکی شکل میں زمین پر اُترا تھا چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے مکہ میں قریش کے سامنے دعویٰ نبوت کیا اور اعلان کیا کہ وہ انھیں جیسے ایک انسان ہیں لیکن اللہ نے انھیں اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا ہے تو آپ کی قوم نے کہا "یہ کیسا رسول ہے جو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اور کھاتا پیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمھیں میں سے ہوں" ایسے ہی واقعات کی بنا پر ان بزرگوں کی سیرتوں میں معجزات وکرامات کے سوا ان کی اخلاقی وعملی زندگی کا حال بہت کم محفوظ رہ سکا اور یہ خیال عام ہو گیا کہ اُن لوگوں کو ایک معمولی انسان کی زندگی گذارنے کی کیا ضرورت تھی وہ تو انسانوں سے بلند و بالا کچھ اور ہی ہستیاں تھے۔ اور انھوں نے جو مذہبی قانون اپنے پیروؤں کے لیے مرتب کیا انھیں خود اُس کی پیروی کی حاجت نہ تھی۔ جو نصیحتیں خلق خدا کو کیں انھیں خود اُس پر کیوں عمل کرنا چاہیئے تھا! وہ تو خود خالق و قادر تھے۔ اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان مقدس معلمین کی عملی زندگی پر روحانی قصتوں اور افسانوں کا ایک پردہ پڑ گیا۔ اسلام کے نزدیک یہ عقیدہ شخصیت پرستی اور اوصاف پرستی ہے۔ خدا کے پیدا کیے ہوئے بندوں کی شان میں غلو وافراط کرنا خدائے حقیقی کی شان کبریائی میں فرق لانا ہے اور یہ بمنزلہ شرک کے ہے اسلامی تعلیمات میں شرک کو سب سے بڑا جرم اور گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون سی ہستی ایسی نظر آتی ہے جس نے بداخلاقی اور مذہبی عقیدہ کے اس بنیادی

نفس کا استیصال اس طرح کیا ہو کہ قدم قدم پر خدا ئے واحد کی وحدانیت و یکتائی کا اعلان عام کیا ہو۔ آپ برابر اپنی تعلیم و تلقین میں اعلان کرتے رہے کہ میری شان میں مبالغہ نہ کرو۔ آپ کا یہ اعلان خدا ہی کا اعلان تھا جس کی تائید میں خود خدا کا ارشاد سورہ جمعہ میں یوں ہے " اور بیشک پیغمبر اُن کو اپنے خدا کی باتیں سناتا اور اُن کو پاک وصاف بناتا اور اُن کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ یہ شان تکمیل اخلاق آنحضرتؐ کے سوا اور کون بڑی ہستی ہماری رہنمائی کے لیے دنیا میں لے کر آئی ؟ آپ کی حیثیت ایک انسان، ایک دوست، ایک باپ، ایک بیٹے، ایک شوہر ایک اُستاد، ایک حاکم، ایک مجاہد ایک عابد و زاہد ایک دنیادار اور آخر میں ایک صاحب معجزات و کرامات کی نظر آتی ہے اور کہیں ایک نکتہ احکام خداوندی سے باہر نہیں ہے یہی آپ کی سیرت ہے جس کا مجسّم عملی نمونہ بنکر آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اگر غریبوں اور مسکینوں کی مدد کا دوسروں کو حکم دیا تو پہلے خود اُن کی مدد کی، بھوکوں کو کھلانے اور مہمانوں کی خاطر کرنے کی نصیحت کی تو پہلے خود اس فرض کو انجام دیا۔ آپ اور آپ کا گھر بھر فاقہ سے سویا لیکن جو میسر تھا مہمان کو کھلا دیا گیا۔ جسم مبارک پر صرف ایک پیوند دار کرتہ ہے راہ چلتے ایک سائل کرتہ کا سوال کرتا ہے آپنے کرتہ اُتار کر حوالہ کر دیا اور جسم کو چادر سے ڈھانک لیا آپ نے معافی اور درگذر کی تعلیم دی تو خود پہلے اپنے دشمنوں قاتلوں کو معاف کیا۔ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایک مثال کسی ایک خاص موقع پر قائم نہیں کی بلکہ تمام عمر آپ اپنے عمل

Marfat.com

پر شدت کے ساتھ قائم رہے آپ نے جو نصیحت دوسروں کو کی اُس پر خود ایک ہی دفعہ زندگی میں عمل کر کے نہیں دکھایا بلکہ آخر دم تک آپ کے عمل میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ آپ نے اپنی زندگی کے کارنامے مثالاً نہیں کیے بلکہ عادۃً انجام دیے۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ "آنحضرتؐ نے اپنے عمل سے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا کہ انسان سے بھلائی کا کوئی کام زندگی میں کبھی کبھی ہی ہو سکتا ہے۔ بلکہ آپ نے یہ کر دکھایا کہ اگر آدمی استقلال کے ساتھ اعمال صالح پر قائم رہے تو وہ اُس کی فطرت ثانیہ بن جائیں گے"۔

حُسنِ خُلق

انسان کے اخلاق کا حال بیوی سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جو آنحضرتؐ کی ۲۵ سال سے لے کر ۵۰ سال کی عمر تک رفیقۂ حیات رہیں جب آپ پہلی وحی کے نزول پر لرزتے ہوئے گھر آتے ہیں تو آپ کو ان الفاظ میں تسلّی دیتی ہیں "آپ پریشان نہ ہوں، خدا آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑے گا، آپ تو اس کے نیک بندے ہیں، حق کی حمایت کرتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، بھوکوں کو کھلاتے ہیں مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں"۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی کو بُرا نہیں کہا اور نہ بد دعا دی۔ آپ نے کبھی کسی پر لعنت نہیں کی۔ نہ کسی آدمی یا جانور کو اپنے ہاتھ سے کبھی مارا۔ آپ نے خدا کے حکم سے جہاد کیا لیکن کبھی اپنے ہاتھ سے ہتھیار نہیں استعمال کیا۔ آپ نے کبھی کسی خدمت کے لیے کسی شخص کی درخواست رد نہیں کی بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو آپ کا چہرہ ہمیشہ

شگفتہ رہتا تھا۔ مجلس میں کبھی ہاتھ پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ ادب کے ساتھ بیٹھتے اور ادب کے ساتھ اُٹھتے تھے۔ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر اس طرح صاف الفاظ میں فرماتے کہ ایک ایک لفظ ذہن نشین ہو جاتا تھا۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو آپ کے چچا زاد بھائی، رفیق اور داماد تھے زندگی بھر آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے اپنے صاحبزادوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے آنحضرت صلعم کے بارے میں اس طرح فرماتے تھے کہ آپ خندہ جبین، نرم مزاج، نہایت مہربان اور فیاض دل تھے۔ کبھی کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہیں نکالا، کسی کی عیب جوئی نہیں کی۔ نہ خود کسی کی غیبت کو سننا گوارا کی۔ آپ اپنے ہاتھ اور پاؤں اور ہر ممکن ذریعہ سے لوگوں کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ جب آپ صحابہ میں بیٹھے ہوتے تو آپ کے زانو کبھی برابر بیٹھنے والوں کے آگے نہ نکلتے۔ جب آپ وعظ کہتے تو صحابہ پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ انتہائی خاموشی و سکون سے پوری توجہ کے ساتھ سنتے آپ خود کسی کی بات درمیان سے کاٹ کر کبھی نہ بولتے۔ دوسرا جب تک باتیں کرتا رہتا آپ نہ اُس کی بات کاٹتے نہ سننے سے اُکتاتے خواہ کتنی دیر ہو جائے، آپ قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے تھے ہنسی کی کوئی بات ہوتی تو صرف تبسم کرتے۔ اکثر اپنے صحابہ سے فرماتے کہ اگر تم لوگ وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو روتے زیادہ اور ہنستے کم۔ آپ کسی سے اپنی تعریف سننا بھی پسند نہ کرتے تھے کہتے کہ تعریف صرف اللہ کے لیے ہے، رعب رسالت آپ کے چہرۂ مبارک سے صاف ظاہر تھا۔ جب پہلے پہل کوئی آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن تھوڑی ہی دیر میں

Marfat.com

آپ سے محبت کرنے لگتا" ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نرم خو تھے سخت مزاج نہ تھے۔ آپ اپنے دشمنوں کی بھی توہین گوارا نہ فرماتے چھوٹی چھوٹی باتوں پر خدا کا شکرادا کرتے کسی چیز کو بُرا نہ کہتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی پر غصہ نہیں کیا اور نہ اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لیا" حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ہند ابی ہالہؓ وغیرہ سے صحیح بخاری میں روایتیں منقول ہیں کہ آپ نہایت رحمدل خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے آپ کا چہرہ شگفتہ رہتا۔ لیکن بڑی متانت ٹپکتی تھی۔ آپ نے کبھی کسی کی دل شکنی نہیں کی" حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ خود پہلے سلام کرتے اور مصافحہ کرتے خواہ ملنے والوں میں عورتیں یا بچے ہی کیوں نہ ہوں لیکن سلام میں ہمیشہ خود پیش قدمی کرتے تھے راہ چلتے اگر بچے آپ کا ہاتھ پکڑ لیتے تو جب تک خود نہ چھوڑتے آپ کبھی اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے تھے۔ مدینہ میں ایک پاگل عورت رہتی تھی یہ اکثر راہ چلتے ہوئے آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور چل دیتی آپ اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے کبھی لکڑیوں کا گٹھا آپ کی پیٹھ پر لاد دیتی آپ یہ بوجھ اُٹھا کے چلتے رہتے اور جب تک وہ خود پیچھا نہ چھوڑتی آپ واپس نہ ہوتے۔ ایک دفعہ حبش کے بادشاہ نجاشی نے سفارت بھیجی سفارت کے رکن سب کے سب غیر مسلم تھے۔ آپ نے انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور خود ان کے تمام کام انجام دیے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کو کرنے دیجیے" آپ نے فرمایا ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے اس لیے مجھے خود ان کی

Marfat.com

خدمت گزاری کرنا چاہیئے"۔ عتبان بن مالک جو اصحاب بدر میں سے تھے آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔ آپ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ جاکر اُن کے گھر میں ایک بار نماز پڑھ لیتے تو وہ اُس جگہ کو سجدہ گاہ بنا لیتے آپ اُسی وقت اُن کے گھر گئے اور صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی اس کے بعد عتبان نے آپ کے سامنے کچھ کھانا لا کر رکھا آپ نے اُن کے تمام پڑوسیوں کو کھانے میں شریک کیا اُن میں سے ایک شخص مالک بن دخیش نظر نہیں آئے کسی نے کہا وہ منافق ہیں مومنوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے نہ کھانے میں۔ آپ نے فرمایا " یہ نہ کہو جو شخص خدا کی مرضی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے خدا اُس پر آگ حرام کر دیتا ہے"۔ ہجرت کے شروع زمانہ میں آپ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ ایک انصاری کے گھر مہمان تھے۔ میزبان کے یہاں سوائے چند بکریوں کے دودھ کے اور کچھ کھانے کو نہ تھا یہ بھی دن اور رات میں ایک دفعہ۔ آپ رات کے وقت پہلے سب جماعت کو دودھ پلوا دیتے میزبان اور اُن کے خاندان کو بھی پلواتے اگر کچھ بچ رہتا تو خود بھی پی لیتے ورنہ یوں ہی سو جاتے ایک شب آپ نے دعا کی "خدایا جو آج کھلادے اُس کو تو بھی کھلا دینا"۔ اور ایک بکری کو دوبارہ دوھنے کو کہا۔ خدا کی رحمت سے اتنا دودھ نکلا کہ میزبان اور اُن کے خاندان نے سیر ہو کر پیا اور آپ نے بھی نوش کیا۔ روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم اونٹ پر سوار جا رہے تھے راہ میں عقبہ بن عامر ملے اور ساتھ ہو لیئے۔ آپ نے اُن سے اپنے برابر اونٹ پر بیٹھ جانے

Marfat.com

کو کہا لیکن عقبہ کی ہمت رسول اللہ کے برابر بیٹھنے کی نہ ہوئی۔ آپ نے جب یہ دیکھا تو خود بھی اتر پڑے اور اونٹ کی مہار پکڑے عقبہ کے ساتھ ساتھ پیدل چلنے لگے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

آنحضرت صلعم نے صرف جانداروں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت نہیں کی بلکہ بیجان چیزوں کے استعمال کے بھی عمدہ طریقے بتائے آپ نے فرمایا کہ "ہر اُس چیز کا جو تم اپنے کام میں لاتے ہو خدا کے یہاں حساب دینا ہوگا" اس کے معنی یہی ہیں کہ انسان خدا کی نعمتوں کا بیجا تصرف نہ کرنے پائے۔ اور وہ شے جو اسکی زندگی کی ضروریات کے لیے اہمیت رکھتی ہے انسان کی دست بُرد و غارتگری سے محفوظ رہ سکے۔ چنانچہ آپ نے سبز درختوں کو بلا ضرورت کاٹنے یا پھلوں اور پھولوں کو قبل از وقت توڑنے یا برباد کرنے سے منع کیا آپ نے نصیحت فرمائی کہ پھلوں کو اُس وقت توڑو جب خُدا اُن کو تمھاری روزی کے لیے تیار کر دے"۔ چنانچہ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں انصار کے نخلستانوں میں جایا کرتا تھا اور ڈھیلے مار کر کھجوریں گرایا کرتا تھا۔ ان میں کچی کھجوروں کا بہت نقصان ہوتا تھا ایک دفعہ باغ کے مالک نے مجھے پکڑ لیا اور خدمت اقدس میں لے گیا۔ آپ نے کہا پیڑوں کو نہ ستایا کرو۔ زمین پر ٹپکی ہوئی کھا لیا کرو۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

یہودی جس قدر شقی اور اسلام کے دشمن تھے اُس کا حال کسی سے چھپا نہیں وہ کون سی ایذا و تکلیف ایسی ہے جو اس قوم نے آنحضرتؐ کے لئے اُٹھا رکھی۔

Marfat.com

لیکن آپ نے اُن کے ساتھ ہمیشہ رحیمانہ برتاؤ کیا۔ انھیں اپنے یہاں مہمان رکھا، اُن کا قرض ادا کیا، اُن کی ضرورتیں پوری کیں اور اُن کی شرارتوں سے درگذر کیا۔ صحابہ نے جب کبھی کہا کہ "یارسول اللہ یہ تو دشمن دین ہیں اور آپ کے جانی دشمن"۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی پیشانی خود ہی خاک سے بھری ہے"۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ "مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس سے میں قرض لیتا تھا ایک دفعہ کھجوروں کا قرضہ ہو گیا اور اُس سال کھجوریں نہیں پھلیں میں نے یہودی سے مہلت مانگی لیکن وہ کب مہلت دینے والا تھا! اس نے سخت سے سخت تقاضے شروع کیے۔ میں پریشان ہو کر خدمت اقدس میں آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آنحضرتؐ یہودی کے گھر گئے اور مجھے مہلت دینے کی درخواست کی۔ یہودی نے کہا میں ہرگز مہلت نہیں دوں گا، یہ جہاں سے پیدا کرے میری کھجوریں مجھے دے۔ آخر رسول اللہؐ مجھ کو ساتھ لے کر میرے نخلستان میں گئے اور کہا کہ خدا کا نام لے کر کھجوریں توڑو۔ میں حیران تھا کہ کھجوریں پھلی ہیں نہیں قرض کی ڈھیری ادا کرنے کے لئے کہاں سے آئیں گی!! لیکن خدا کی رحمت اور آنحضرتؐ کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ قرض ادا کر کے بچ رہیں"۔

مجلس نبوی میں نہ تو فرش فروش تھے نہ مسند و قالین تاہم کبھی کبھی کھجور کی چند چٹائیاں فرش کا کام دیتی تھیں۔ ان پر لوگ آکر بیٹھ جاتے جگہ بھر جاتی اُس کے بعد اگر کوئی آجاتا تو آپ اُس کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔ ایک صحابی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ وہ مجلس نبوی میں حاضر تھے

کہ ایک ضعیف عورت آئی۔ آپ اُسے دیکھ کر فرطِ محبت سے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اُس کے لئے بچھائی۔ صحابہ نے لوگوں سے پوچھا یہ کون عورت ہیں تو معلوم ہوا آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ تھیں صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

حضرت ابوذر جو مشہور صحابی گذرے ہیں ایک دفعہ بہت دنوں کے بعد خدمتِ اقدس میں آئے۔ اُس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے محبت سے اُنھیں گلے لگایا اور پیشانی کو چوما۔ مدینہ میں یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب کوئی مسلمان مرتا تو جنازہ نماز اور دعائے مغفرت کے لئے آنحضرت ؐ کے پاس لایا جاتا آپ تمام صحابیوں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھاتے اور جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جاتے۔ نماز سے پہلے دریافت فرماتے کہ میت پر کسی کا قرض تو نہیں ہے اگر ہوتا تو میت کے وارثوں سے ادا کرنے کو کہتے وارث اگر نادار ہوتے تو اپنے پاس جو کچھ ہوتا وہی اُسکی طرف سے قرضخواہ کو دیدیتے قرض دینے والوں میں زیادہ تر یہودی ہوتے تھے وہ اپنا قرض مع سود کے مانگتے اور ایک درہم بھی معاف نہ کرتے اس لیے آپ مالدار صحابہ سے کہتے کہ "اپنے مرنے والے بھائی کا بوجھ اُتارو خدا تم پر بوجھ نہ ڈالے گا"۔

عدل و انصاف اگر کوئی انسان دنیا کو چھوڑ کر پہاڑ کی گوپھا میں بیٹھ جائے یا اپنی جان کو بیوی بچوں، عزیز و اقربا، بھائی بہن کی محبت میں نہ پھنسنے دے تو اس کے لیے انصاف سے کام لینا آسان معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب اُسے خود کسی سے ذاتی تعلق نہیں تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ وہ

Marfat.com

ہر ایک کے حق میں یکساں فیصلہ کرے گا۔ لیکن آنحضرت صلعم کی شخصیت تمام ممکن مشکلات و دنیوی الجھنوں کے درمیان نظر آتی ہے آپ ایک شفیق باپ فرض شناس شوہر، سچے دوست، ہمدرد قرابت دار اور اسکے ساتھ ایک پیشوائے مذہب تھے مذہب کی اشاعت آپ کا فرض اولین تھا اور اس بنا پر آپ کے پیروؤں کے ساتھ جس قدر مراعات کی جاتیں اُسی قدر زیادہ وہ خلقۂ اسلام میں داخل ہوتے۔ اگر انھیں یہ بتایا جاتا کہ اُن کے عام گناہوں کا کفارہ صرف اقرار اسلام ہے اور جس نے کلمہ توحید پڑھ لیا تو پھر اُس کو خطاؤں کی کوئی سزا نہ دی جائے گی تو چند ہی روز میں سارا عرب اقرار توحید کر لیتا لیکن پیغمبر اسلام کے عدل و انصاف کی ہزارہا مثالوں میں سے یہاں صرف دو مثالوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت جو خاندان مخزوم سے تھی (یہ عرب کا بہت اونچا اور شریف و نجیب گھرانہ تھا) چوری کے الزام میں پکڑی گئی۔ لوگوں نے چاہا کہ اس عورت کی چوری کا معاملہ چھپا لیا جائے اور اُسے سزا نہ دی جائے۔ حضرت اُسامہ بن زید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی منشاء کا اظہار کیا آپ کے چہرے سے ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قوم اسی لئے تباہ ہوئی کہ وہ غریبوں کو سزا دیتے تھے اور امیروں کو بچا لیتے تھے قسم ہے خدائے عادل کی اگر محمد کی بیٹی فاطمہ اور پھوپھی صفیہ بھی چوری کریں تو قانون الٰہی کی سزا سے نہ بچ سکتیں۔ خود اپنی وفات سے چند روز قبل جب آپ اس عالم فانی کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے والے تھے بھرے مجمع میں اعلان عام کیا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا قرض ہو، میں نے کسی کی جان و مال اور آبرو کو صدمہ پہونچایا ہو، تو وہ میری

Marfat.com

جان و مال سے انتقام لے لے اور مجھ سے اپنے قرض کا مطالبہ اسی دنیا میں کرے۔ مجمع میں ایک سناٹا تھا لیکن سیکڑوں آنکھیں زار و قطار رو رہی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

سخاوت اگر انسان کے پاس مال و دولت کی افراط ہو اور اس میں سے وہ کسی کو کچھ دیدے تو مشکل نہیں لیکن اصل سخاوت وہ ہے کہ جب انسان خود بے سروسامان ہو۔ کپڑوں میں پیوند ہوں، بھوک میں پیٹ پر پتھر بندھے ہوں، اہل و عیال پر فاقہ ہو اُس وقت کسی کے سوال پر نہیں، نہ کہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے ماہ رمضان میں آپ زیادہ سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ اکثر کہا کرتے اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْنِیْ (بخاری) میں تو صرف بانٹنے والا ہوں اور خازن ہوں، دیتا اللہ ہے"۔ آپ کا کھانا ہمیشہ موٹا جھوٹا ہوتا یہ بھی کئی کئی فاقوں کے بعد میسر آتا۔ عمدہ غذا یا کپڑا آپ کے پاس وہی آتا جو صحابہ تحائف کی صورت میں بھیجدیتے تھے لیکن آپ عمدہ چیزوں کے استعمال سے ہمیشہ پرہیز کرتے ان میں سے اسیقدر قبول کرتے کہ دینے والے کی خوشی ہو جائے اور سب کا سب صحابہ میں تقسیم فرما دیتے۔ اپنا روکھا سوکھا کھانا کبھی تنہا نہ کھاتے۔ اپنا گھر ہو یا دوسرے کا جتنے لوگ موجود ہوتے سب کو شریک کرتے تھے مدینہ پہونچکر اسلام نے جو ترقی کی اُس کا حال اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْس ہے۔ اب وہ وقت گزر چکا تھا جب چند غریب منتشر لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے تھے، اب اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا تھا، طاقت و حکومت، زر و مال کی فراوانی تھی۔ طائف اور

مدینہ کے رئیس شام و یمن سے تجار، خیبر و بحرین کے حاکم، خراج گزار و فرمانبردار
ہو چکے تھے کثیر رقمیں دار الاسلام میں وصول ہو رہی تھیں لیکن آنحضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جنھیں مخالف دنیا صرف ایک فاتح کی حیثیت سے
پیش کرتی ہے، یہ حال تھا کہ جو چیز پاس آتی جب تک وہ صرف نہ ہو جاتی
آپ کو چین نہ آتا۔ حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں آنحضرتؐ
کے ہمراہ احد کی پہاڑی سے گزر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ اگر اُحد کا پہاڑ میرے
لیے سونا ہو جائے تب بھی میں یہ نہیں چاہوں گا کہ وہ تین دن سے زیادہ میرے
پاس رہے۔ اسلامی فتوحات میں جب سونے اور چاندی کے سکّے آتے آپ
کبھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوتے تھے صحابہ سے کہکر غریبوں، مسکینوں، یتیموں،
اور بیواؤں کی امداد میں صرف کرا دیتے۔ ایک بار آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ
زہرا آپ سے ملنے آئیں آپ کا معمول تھا جب وہ آتیں تو آپ فرط محبت سے
کھڑے ہو جاتے اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے آج حضرت فاطمہ کے گلے
میں ایک صحابیہ کا ہدیہ دیا ہوا سونے کا ہار تھا، جوں ہی آپ کی نظر ہار پر پڑی
چہرہ اقدس پر کراہت کے آثار نمودار ہوئے اور فرمایا "اے فاطمہ! کیا تم
یہ پسند کرو گی کہ پیغمبر کی بیٹی ہو کر گلے میں آگ لپیٹو، جاؤ جلد اس ہار کو خیرات
کر دو"؛ حضرت فاطمہ کب گوارا کر سکتی تھیں کہ حکم بجا لانے میں تاخیر ہو اُسی وقت
گئیں اور بند سے یتیموں کو ہار دے کر خدمت اقدس میں واپس آئیں۔ آپ نے
اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ ایک دفعہ ایک صحابیہ نے دیکھا کہ آپ کے
جسم مبارک پر جو کرتہ ہے وہ تمام پیوندوں سے ڈھکا ہے۔ فوراً اپنی چادر

Marfat.com

اُتار کر پیش کی۔ آنحضرتؐ نے صحابیہ کا ہدیہ لے لیا اُسی وقت ایک صحابی نے آپ سے وہ چادر مانگی آپ نے اُن کو دیدی۔ اس پر لوگوں نے صحابی کو ملامت کی کہ تم دیکھتے تھے کہ آنحضرتؐ کو کرتہ کی ضرورت ہے پھر بھی تم نے آپ سے چادر لے لی صحابی نے کہا" میں نے رسول اللہ کو ہدیہ ملی ہوئی چادر اس لئے حاصل کی ہے کہ جب میں مروں تو مجھے اسی کا کفن دیا جائے"۔ آپ کے صحابیوں میں ایک نوجوان تھے انھوں نے شادی کی دعوت ولیمہ کے لئے اُن کے پاس کچھ نہ تھا، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا" عائشہ کے حجرے میں جاؤ وہاں جو کچھ ہو لے لو" حضرت عائشہ نے ایک ٹوکری دی جس میں تھوڑا سا آٹا تھا اس کے علاوہ نبی کے گھر میں اُس روز کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔

رسول خدا کا ایثار

رسول اللہ کے قبضہ میں دولت تھی نہ ثروت تھی ۔ نہ اس باطل کدہ میں انکو دنیا کی ضرورت تھی
قناعت پر گزارہ تھا توکل پر بھروسہ تھا ۔ شہنشاہ دو عالم تھے اور پھر بھی یہ حالت تھی

صحابی کے یہاں ٹوکری کے آٹے میں اس قدر برکت ہوئی کہ ساری بارات نے سیر ہو کر کھایا لیکن آنحضرت کا کنبہ فاقہ سے رہا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس سے پہلے کی رات میں بھی فاقہ ہی تھا۔ آنحضرت صلعم کی فیاضی وسخاوت کے واقعات سے سیرت کی مستند کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ آپ کے دست کرم سے مسلم اور غیر مسلم یکساں فیض اُٹھاتے تھے آپ کی مہمان نوازی میں مومن و مشرک کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ حدیث شریف میں ایک یہودی کا مشہور واقعہ لکھا

Marfat.com

ہے کہ وہ اپنا خنجر آستین میں چھپا کر آیا اور ایک غریب مسافر بن کر خانۂ نبوی میں مہمان رہا آنحضرتؐ نے جو کچھ میسر تھا اُسے کھلایا اور اپنے برابر لٹایا جب آپ حسب معمول رات کو اُٹھ کر مسجد نبوی میں عبادت کے لیے جانے لگے یہودی بھی ساتھ ہولیا تاکہ مسجد کی تنہائی میں آپؐ کو قتل کر کے بھاگ جائے۔ آپؐ سجدہ میں جاتے ہیں اور یہودی کے کانوں میں دعا کی یہ آواز آتی ہے "خدایا! اگر میں حق پر ہوں تو مجھے اس یہودی کی شرارت سے بچا اور اس کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتا کہ کیا کر رہا ہے"۔ آپ کی دعا کا یہودی پر یہ اثر ہوا کہ اسی وقت اپنے گناہ کا اقبال کیا اور کلمہ توحید پڑھا۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب آپؐ نے اشاعت اسلام شروع کی اُس وقت سے ہجرت کے دن تک قریش نے آپؐ پر اور ان لوگوں پر جو ایمان لائے تھے جیسے مظالم ڈھائے اُن سے تاریخ اسلام بھری ہوئی ہے اُس وقت آپؐ کے صحابیوںؓ نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! یہ لوگ خدا کے منکر ہیں اور دین حق کے دشمن ان کے حق میں بد دعا کیجیے کہ یہ قوم ہی برباد ہو جائے"۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا "میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

عفو و درگذر | جانی دشمنوں اور اپنے قاتلوں کو چھوڑ دینے کی اجازت کوئی قانون نہیں دیتا اور نہ کسی انسان کا دل اپنے جانی دشمن کو معاف کر دینے کو چاہتا ہے۔ ان موقعوں پر عفو و درگزر کی زندہ مثالیں پیغمبروں کے اخلاق کے سوا اور کہاں مل سکتی ہیں۔ عمیر بن وہب جو قریشؓ کے اشقیا میں سب کا اُستاد تھا اور بدر کا انتقام لینے کے لیے سارا قبیلہ

قریش بے چین تھا۔ اُس وقت صفوان بن امیہ نے عمیر ہی کو زرو زمین کے بڑے انعام کا وعدہ کر کے مدینہ بھیجا تھا کہ کسی طرح محمد رسول اللہ کو قتل کر آئے۔ یہ اپنی تلوار زہر میں بجھا کر مدینہ پہنچا۔ فاتح بدر کے دروازہ پر نہ پہرہ دار تھے اور نہ کوئی روک ٹوک۔ مسجد نبوی کا کھلا صحن تھا اور آپ مشغول عبادت تھے۔ عمیر کو قریب پہونچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی لیکن ایک طاقت غیبی تھی کہ اس نے وار کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ آپ نے قریب بٹھا کر اُس کو اُس کے ناپاک ارادہ سے باز رہنے کی نصیحت کی عمیر سناٹے میں تھا۔ آپ نے اسے نیکی کی ہدایت کی اور معاف کیا۔ وہ اُسی وقت ایمان لایا، واپس مکہ جا کر تمام عمر اسلام کی خدمت میں گزار دی۔ اور حضرت عمیر بن وہب کا لقب پایا۔ وہ قریش جنھوں نے آپ کی مکی زندگی کو آلام و مصائب کا شکار بنا دیا تھا، کون سا طریقہ تھا جو آپ کو ستانے کے لئے اختیار نہ کیا تھا، گردن میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا، جسم اطہر پر نجاستوں کے انبار ڈالے سر مبارک کو پتھروں سے لہو لہان کیا، راہ چلتے پیروں کو کانٹوں سے زخمی کیا تین برس تک محصور رکھا، دانہ پانی بند کر دیا، جنگ احد میں تیر برسائے، دندان مبارک شہید کیے ان تمام مظالم کے لیے آپ نے ظالموں کے حق میں یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ خدایا ان کو معاف کر کہ یہ نادان ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۃ۔

بے زبانوں پر رحم و کرم آنحضرت صلعم کے دل میں انسانوں ہی کے لیے رحم و کرم نہ تھا بلکہ حیوانوں پر بھی

آپ اُسی قدر مہربان تھے۔ مذہب اسلام نے گو چند پاک جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت دی ہے اور اُن کا گوشت غذا کے لیئے حلال کر دیا ہے لیکن آنحضرت صلعم نے ان بے زبانوں کو ستانے، اُن پر ظلم کرنے، بھوکا پیاسا رکھنے یا تفریح کے لیے اُن کا شکار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی۔ بلکہ جانوروں پر حد سے زیادہ بوجھ لادنے اور سواری لینے کو بھی منع فرمایا۔ آپ نے جانوروں کے ساتھ بے رحمی کا برتاؤ کرنے کو گناہ قرار دیا۔ عرب میں دستور تھا کہ پالتو جانور جب بیکار ہو جاتے تو اُنھیں بازاروں میں چھوڑ دیتے تھے یا جنگلوں میں چھوڑ آتے تاکہ بھوک و پیاس سے مر کر ختم ہو جائیں۔ شوقین مزاج عرب کسی جانور کو سامنے باندھ کر تیروں سے نشانہ بناتے اور اس طرح تیراندازی کی مشق کرتے تھے۔ آنحضرت نے قانوناً اس سنگدلی کو روکا۔ آپ خود حیوانات پر اس درجہ رحم فرماتے اور اُن سے اتنی محبت کرتے کہ کوئی جانور آپ سے ڈرتا نہ تھا۔ حدیث شریف میں آپ کی نسبت ایسے بہت واقعات مذکور ہیں کہ جب آپ سفر میں ریگستانوں سے گزرتے تو جنگلی جانور آپ کے قریب آجاتے ان واقعات کو معجزوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

غلاموں پر شفقت

چونکہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ لونڈی غلاموں پر بڑا ظلم کیا کرتے تھے۔ اس لیے آنحضرت نے خصوصیت کے ساتھ غلاموں پر شفقت فرمائی جو لوگ مسلمان ہو جاتے آپ اُن کو ہدایت کرتے کہ اپنے غلاموں کو آزاد کر دیں یا پھر جو خود کھائیں اُنھیں بھی کھلائیں جو خود پہنیں اُنھیں بھی پہنائیں۔ آنحضرت کی ملکیت میں جو غلام

Marfat.com

آتے آپ انھیں آزاد فرما دیتے لیکن آپ کے آزاد کردہ غلام غلامی سے ضرور آزاد ہو جاتے لیکن آپ کے رشتۂ محبت اور ہمدردی سے کبھی آزاد نہ ہوتے تھے زید بن حارثہ ایک ایسے ہی غلام تھے جن کو آنحضرتؐ نے آزاد کیا تھا لیکن جب زید کے باپ انھیں لینے آئے تو اُنھوں نے قطعًا جانے سے انکار کر دیا اور تمام عمر رسول اللہ کے قدموں میں گزار دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی "غلام" یا "باندی" کہکر نہ پکارے اس سے انسان کی توہین ہوتی ہے۔ غلام بھی اپنے آقا کو "خداوند" کہکر نہ پکاریں۔ خداوند صرف خدا ہے"۔ آپؐ کو غلاموں کی اس قدر دلجوئی اور عزت منظور تھی کہ وفات کے وقت جو آخری خطبہ دیا اُس میں امت محمدی کو آخری وصیت میں یہ فرمایا کہ "لوگو! غلاموں کے معاملہ میں اپنے خدا سے ڈرو"۔

تعزیت و عیادت

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سنّت ہے کہ آج تک بیمار کی عیادت کو جانا ہر مسلمان کے لئے ایک فرض ہے۔ آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ بیماروں کو دیکھنے جاتے اس میں دوست و دشمن، مومن و مشرک کا کوئی فرق نہ تھا۔ آپ جس کسی بیمار کی خبر پاتے عیادت کو تشریف لے جاتے اور مریض کی صحت کے لئے دعا کرتے۔ سنن نسائی میں لکھا ہے کان النبی صلعم احسن شئ عیادۃ المریض آنحضرت صلعم بیمار کی عیادت کا خیال بہت اچھی طرح رکھا کرتے تھے، یہی حال تعزیت کا بھی تھا کسی کے مرنے کی خبر آتی آپ فوراً تشریف لے جاتے۔ نماز جنازہ پڑھاتے دعائے مغفرت کرتے اور جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جاتے۔ مدینہ میں جب

Marfat.com

کسی یہودی یا نصرانی کا جنازہ سامنے سے جاتا ہوتا آپ فوراً کھڑے ہو جاتے اکثر چالیس قدم ساتھ چلتے اور صحابہؓ کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے۔ میت پر ماتم کرنے اور رونے پیٹنے بین کرنے کو آپ نے منع فرمایا۔ غم کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی نصیحت کی۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

اَلْکِبْرِ اَجْمَعِیْنَ ۵

حُسنِ سلوک آنحضرتؐ اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کو بیحد عزیز رکھتے تھے اُن کے ہر حال میں شریک ہوتے، اُن کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ اُن کے کام کرتے آپؐ دوسروں سے چیزیں لینا پسند نہ کرتے تھے لیکن دوست احباب اگر کچھ تحفہ بھیجتے تو آپؐ ضرور قبول فرماتے۔ خود کو جو کچھ میسر ہوتا اُس میں سے اپنے دوستوں کو بھیجتے آپؐ نے تحفہ تحائف دینے لینے کو میل جول بڑھانے کا ذریعہ فرمایا:۔

تَھَادُوْا تَحَابُّوْا (حدیث) ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو آپس میں محبت ہو گی۔

پڑوسیوں کے ساتھ برتاؤ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا مسلمان کے ایمان کا جز قرار دیا۔ اور قرآن شریف کے اُس حکم کی پوری تائید فرمائی۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ (ترجمہ) اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ غیر اور برابر رہنے والے کے ساتھ نیکی کرو (نساء-۲) قرآن شریف کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ پڑوسی خواہ اپنا رشتہ دار ہو یا غیر۔ ہم مذہب ہو یا غیر مذہب لیکن سب ہمسائیگی کے حق میں برابر ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ آنحضرتؐ کی تعلیم کا منشا یہ ہے کہ پڑوسیوں کو ستانا اُن کی تکلیف میں کام نہ آنا، اُنکی عزت و آبرو کے درپے ہونا مومن ہونے کے منافی ہے۔ کئی موقعوں پر صحابہ نے زبان مبارک سے یہ الفاظ سُنے "خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا" صحابہ نے نے پوچھا "کون یا رسول اللہ؟ فرمایا وہ جس کا پڑوسی اُس کی شرارتوں سے نہیں بچتا" ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ "جبریل علیہ السلام پڑوسی کے حق میں اتنا زور دیتے تھے کہ میں نے سمجھا کہ شاید وہ وراثت میں حق دلانا چاہتے ہیں" ہمسایوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا قائم ہونا عورتوں پر زیادہ منحصر ہے اس لیے آپؐ نے خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے مسلمانوں کی بیویو! تم میں کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے حقیر چیز نہ بھیجے چاہے وہ بکری کی ایک کھری ہی کیوں نہ ہو" یہ نصیحت دونوں پڑوسنوں کے لیے ہے یعنی بھیجنے والی معمولی سے معمولی چیز بھی اپنی پڑوسن کو بھیجے اور جس کو بھیجے وہ اُس تحفہ کو حقیر نہ سمجھے چیز کا نہیں بلکہ بھیجنے والی کی محبت کا خیال کرے آنحضرتؐ سے پہلے دوسرے پیغمبروں نے بھی اپنی تعلیمات میں پڑوسی کے حقوق پر بہت زور دیا ہے لیکن پیغمبر اسلام نے اپنے قبل کی تعلیمات کی اس طرح تکمیل فرمائی کہ پچھلی نصیحتوں کو دس گنا زیادہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا "پڑوسی کے ساتھ جو بُرائی کی جائیگی وہ اُس گناہ سے دس گنا زیادہ ہوگی جو دوسری جگہ سرزد ہو" آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ بدکاری حرام ہے خدا و رسول نے اُس کو حرام کیا لیکن دس بدکاریوں سے بڑھ کر وہ بدکاری ہے جو کوئی اپنے

پڑوسی کے گھر میں کرے۔ چوری حرام ہے خدا و رسول نے اس کو حرام کیا لیکن دس چوریوں سے بڑھ کر وہ چوری ہے جو اپنے پڑوسی کے گھر میں کی جائے۔" روایت میں ہے کہ دو صحابیہ تھیں جو رات بھر نمازیں پڑھا کرتی تھیں اور دن بھر روزہ رکھا کرتیں صدقہ دیتیں، خیرات کرتیں لیکن زبان دراز تھیں، زبان سے پڑوسیوں کے دل دکھایا کرتی تھیں۔ ایک دن صحابہ نے ان کا حال آنحضرتؐ کو سنایا تو فرمایا "اُن میں کوئی نیکی نہیں انھیں اُن کی عبادت کا بدلہ نہیں ملے گا" پھر صحابہ نے ایک دوسری بیوی کے متعلق پوچھا جو نماز و روزہ کا صرف فریضہ ادا کرلیتی تھیں مگر اُن کے سلوک سے اُن کے تمام پڑوسی خوش تھے آپؐ نے فرمایا "یہ جنتی بیوی ہے"۔ آپؐ کی ان نصیحتوں کا یہ اثر ہوا کہ آپؐ کے صحابہ کے دلوں سے شریف و رذیل، امیر و غریب، مسلمان و غیر مسلمان پڑوسی کا فرق مٹ گیا اور مدینہ کے مسلمان اپنے یہودی و نصرانی پڑوسیوں کے ساتھ وہی سلوک کرنے لگے جو مسلمان پڑوسیوں کے ساتھ کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝۔

بچوں پر شفقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچوں سے بیحد محبت تھی، آپؐ بچوں پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچے مسلمان ہوں یا غیر مسلم آپ راہ چلتے سب کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور انھیں دعا دیتے تھے۔ گود میں اُٹھا کر اُن کی پیشانی پر بوسہ دیتے اکثر اپنے کاندھے پر بٹھا لیتے۔ آپ کی نبوت سے بچے کھیلا کرتے تھے۔ جب صحابہ میں کوئی چیز تقسیم کرتے اور اُن میں بچے ہوتے تو پہلے بچوں سے شروع

Marfat.com

کرتے سب سے چھوٹے بچے کو سب سے پہلے دیتے۔ ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک سیاہ چادر تحفہ میں آئی۔ آپؐ نے خالد بن سعید کی چھوٹی لڑکی کو بلا کر اوڑھایا اور دو دفعہ فرمایا "اوڑھنا اور پرانی کرنا" حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ کا کرم و شفقت لڑکیوں پر زیادہ ہوتا تھا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "جس کو خدا نے اولاد میں لڑکیاں دیں اور اُس نے اُن کا حق ادا کیا وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا" حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ "جب میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ دیر میں ختم کروں گا لیکن جب کسی صف سے بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے تو مختصر کر دیتا ہوں کہ اُسکی ماں کو تکلیف ہوتی ہوگی" آپ نے فرمایا۔ کہ دوسری قوموں کے لوگ اپنے معصوم بچوں کو اپنے مذہب کا پورا حقدار نہیں مانتے اور جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو اُنھیں پورا دیندار بنانے کے لیے رسمیں ادا کرتے ہیں۔ دوسری طرف اسلام ہے جو معصوم بچوں کے لیے جنت کا دروازہ کھولتے ہے" ایک بار آپ راستہ میں بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک بدو آیا اُس نے کہا "آپ غیروں کے بچوں کو پیار کرتے ہیں میرے دس بچے ہیں میں نے آج تک کسی کو نہیں پیار کیا"، آپؐ نے فرمایا "اگر خدا تمھارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں"

اولاد سے محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے لئے اپنی اولاد سے محبت کرنا اُس کا مذہبی و اخلاقی فرض قرار دیا۔ لیکن اُس کے ساتھ یہ بھی نصیحت کی کہ اولاد کی محبت ایسی

Marfat.com

بھی نہ ہونا چاہیئے کہ اُن کی خاطر انسان گناہ کرے۔ آپ کو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ زہرا سے جس درجہ محبت تھی وہ مشہور ہے۔ آپ جب سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملنے جاتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے آپ ہی کے پاس تشریف لے جاتے تھے حضرت فاطمہؓ جب آپ کے پاس آتیں تو آپ فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے اُن کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔ آپ کو اپنے دونوں نواسوں حضرت امام حسن و حسینؑ علیہم السلام سے بیحد محبت تھی۔ آپ انھیں اپنی پیٹھ پر سوار کرتے اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اُنھیں چومتے اور نماز میں بھی ہمراہ رکھتے تھے۔ آپؐ کے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم مدینہ سے چار میل دور عوالی میں پرورش پاتے تھے۔ آپ انھیں دیکھنے پیدل جاتے اور انھیں دیکھ کر دعائیں دیتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم اکثر حضرت امام حسین علیہ السلام کے گلے پر بھی بوسہ دیتے تھے اور فرماتے "حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں"۔ امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر آپ یہ دعا بھی کرتے "خدایا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی رکھ"۔ حضرت ابراہیم، آپؐ کے صاحبزادہ کا جو عوالی میں پرورش پاتے تھے، بچپن ہی میں انتقال ہوا۔ آپ اُن کی میت پر تشریف لے گئے۔ محبت پدری سے آبدیدہ ہو کر فرمایا: "دل غمگین ہے، آنکھیں رو رہی ہیں لیکن منہ وہی کہے گا جو خدا کی مرضی ہے"۔ یہ محبت صرف اپنی اولاد کے ساتھ نہ تھی بلکہ آپؐ کے دل میں عموماً بچوں کے لیے اُنس تھا۔ آپ نے اپنی اولاد کو کبھی دوسرے

بچوں پر ترجیح نہیں دی نہ اُن کے کھانے اور پہننے میں کبھی کوئی امتیاز گوارا کیا۔ ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ نے حسنینِ علیہم السلام کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنا دیے ہیں اور اپنے گھر کی دیواروں پر پردے لٹکائے ہیں۔ آپ خلاف معمول اس روز حضرت فاطمہؓ کے گھر میں داخل نہیں ہوئے اور فرمایا "پیغمبروں کے بچوں کو عیش کے سامان سے کیا واسطہ"۔ حضرت فاطمہؓ نے اُسی وقت کنگن اور پردے اُتار کر خیرات کر دیے۔ روایت ہے کہ ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام سُرخ کرتہ پہنے سامنے آئے آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کو کہلا بھیجا کہ لڑکوں کو سرخ رنگ کا کپڑا نہ پہنایا کریں۔ عام طور پر آپ کو یہ رنگ مردوں کے لئے ناپسند تھا۔ آپ نے اپنے صحابہ کو کبھی سُرخ رنگ کا لباس پہننے کی ممانعت کی اور فرمایا "خدا نہیں چاہتا کہ یہ رنگ تم پر چھا جائے"۔

عورتوں سے حُسنِ سُلوک

اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ عورت کی کمزور ہستی ہمیشہ دنیا میں ذلیل و خوار سمجھی گئی۔ انسانی سوسائٹی میں عورت کے حقوق کیا تھے! اور مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کا کتنا رتبہ تھا! اس کا تو ذکر ہی کیا ہے کسی روحانی رہنما نے بھی صنفِ ضعیف کو اُس کا جائز حق دینے کی کوشش نہیں کی چنانچہ دنیا کے کسی نامور شخص کے حالات سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ خود اُس کا طرزِ معاشرت عورت کے ساتھ کبھی اعتدال پر رہا۔ آج دنیا میں جتنے روحانی صحیفے موجود ہیں اُن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں کبھی افراط و کبھی تفریط

رہی بلکہ زیادہ تر روحانی مصلحین نے اس مجبور ہستی سے اپنا دامن بچا کر رکھا کسی نے گناہ کی ماں کہکر پکارا کسی نے مرد کے زوال کا باعث عورت کو قرار دیا اور اپنے زہد و تقوی کے لئے اس کو ایک خطرۂ عظیم خیال کیا۔ عورت کی اگر کچھ عزت تھی تو وہ صرف ماں کی حیثیت سے ہوتی تھی۔ مگر اس بدنصیب کی ذلت و خواری اپنے اصلی روپ میں اُس وقت نظر آتی ہے جب یہ بیچاری بیوی کی حیثیت سے سامنے آتی ہے۔

اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے اس محکوم طبقہ کی دادرسی کی اور عورتوں کے حقوق میں اعتدال قائم کیا۔ حق آزادی میں مردوں کے برابر جگہ دی، باپ و شوہر سے ورثہ دلوایا، معاشرتی زندگی میں وہ عزت دلائی جس کی وہ مستحق تھیں دینی معاملات میں مردوں اور عورتوں کا درجہ برابر رکھا بلکہ عورتوں کی عبادت کو مردوں کی عبادت سے افضل قرار دیا۔ صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ میں ہم لوگ اپنی عورتوں کو بالکل ذلیل سمجھا کرتے تھے لیکن مدینہ میں آکر کچھ زیادہ قدر کرنے لگے لیکن قرآن کے احکام اور رسول اللہ کے ارشادات سے تو عورتوں کی کایا ہی پلٹ گئی، رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ ایمان والے اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بیویوں کے ساتھ سختی کرنا گناہ سمجھنے لگے۔ خود آنحضرت صلعم کا طرز عمل مستورات کے ساتھ یہ تھا کہ آپ ایک بچی سے لے کر بوڑھی عورت تک کی برابر عزت کرتے تھے۔ آپ کے گرد صحابہ جمع رہتے تھے عورتوں کو وعظ و پند سننے کا موقع نہ ملتا تھا اسلیے آپ نے ایک دن خاص عورتوں کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ وہ عورتیں

گروہ در گروہ دربار نبوی میں حاضر ہوتیں اور بڑی آزادی کے ساتھ مسائل پوچھتی تھیں۔ صحابہ کو عورتوں کی جسارت پر تعجب ہوتا۔ آنحضرت صلعم فرماتے "اُن کا حق خدا و رسول پر تم سے زیادہ ہے"۔

حضرت انسؓ کی ماں اُم سلیم سے آپ کو بہت محبت تھی، آپ اُن کے گھر جاتے وہ بچھونا بچھا دیتیں آپ آرام کرتے وہ آپ کے پسینہ کو ایک چادر سے پوچھا کرتیں مرتے وقت وصیت کی کہ اُن کو اسی چادر کا کفن دیا جائے۔

مدینہ میں ایک صحابیہ رہتی تھیں یہ مرگی کے مرض میں مبتلا تھیں۔ ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں اور کہا، "یا رسول اللہ میرے لئے دعا کیجئے"۔ آپ نے فرمایا "اگر آخرت چاہتی ہو تو صبر کرو مرض کی تکلیف برداشت کرو"۔ صحابیہ نے کہا "مرگی کی حالت میں میں بے پردہ ہو جاتی ہوں" آنحضرت صلعم کو عورتوں کی بے پردگی گوارا نہ تھی اس لیے آپ نے ان کی صحت و مغفرت دونوں کے لیے دعا فرمائی۔ آپ نے حجۃ الوداع میں جو خطبہ دیا جس میں دین اسلام اور اُس کی تمام شریعت کی تکمیل کا اعلان عام کیا اس میں جو آخری نصیحت اُمت محمدی کو فرمائی وہ یہ تھی:۔ "اے لوگو عورتوں کے معاملہ میں اپنے خدا سے ڈرو۔ تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے"۔

مزاج میں سادگی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی کا سب سے زیادہ روشن و کامل وہ حصہ ہے جس سے آپ نے عاجزی و انکساری کی عملی مثال امت کے لیے قائم کی۔ آپ کی زبان مبارک سے آپ کی اُمت نے خدا کا حکم سنا "وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ اور

Marfat.com

زمین پر اکڑ کر نہ چل"۔ لیکن اس حکم پر ذات اقدس کے سوا اور کس نے عمل کر کے دکھایا! ۔ امیر مینائی نے خوب فرمایا۔

نعت

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نور مجسم نیر اعظم سرور عالم مونس آدم
نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

بحر سخاوت کان مروت آیہ رحمت شافع امت
مالک جنت قاسم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر موسیٰ ہادی عیسیٰ تارک دنیا مالک عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

فخر جہاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہ شہاں ہیں سیف زباں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ نعت امیرؔ ہے اپنا پیشہ
ورد ہمیشہ رہتا ہے اکثر صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

جب آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو غزوۂ بدر کے بعد سارا عرب آپ کا زیر نگین تھا۔ مغرور حکمراں خراج گذار اور قیصر و کسریٰ مطیع و فرمانبردار تھے۔ ہر طرف فتح و نصرت کا دور دورہ تھا۔ باطل کی طاقتیں ٹوٹ چکی تھیں اور اب دشمنان دین کو داعی حق کی عظمت و بزرگی کا یقین ہو گیا تھا لیکن پیغمبر اسلام کے مزاج میں اس شادمانی و کامرانی نے ذرہ برابر فرق پیدا نہیں کیا۔ آپ کے نزدیک اسلام کی فتح خدائے جل شانہ کا احسان تھی ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ شاہنشاہ عرب پیوند دار کپڑے پہنے، برہنہ پا مدینہ کی گلیوں میں غلاموں اور مسکینوں کی مدد کرتا نظر آتا ہے۔ وہ تاج و تخت

Marfat.com

سے بے نیاز، قصر و ایوان سے مستغنی، مال و زر سے خالی، شان و شوکت کے بغیر دلوں پر حکومت کر رہا ہے"۔ آپؐ نے اپنی ساری زندگی نہایت سادگی کے ساتھ بسر کی۔ آپؐ کے کپڑوں پر کئی پیوند ہوتے تھے۔ بستر میں ایک کمبل استعمال کرتے۔ کبھی چٹائی اور کبھی نمناک زمین کا بستر پسند فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت حفصہؓ نے آپؐ کے لیے دوہرا کمبل بچھا دیا۔ آپؐ نے یہ کہہ کر کہ "خدا کے بندوں کے خادم کو نرم بستر پر نہیں سونا چاہیئے" کمبل اکہرا کر لیا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا گیا"۔ اس کے معنی ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک جوڑے کے سوا دوسرا ہوتا ہی نہ تھا کہ تہہ کر کے رکھا جاتا۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انھیں ایک کرتہ اور ایک تہبند نکال کر دکھایا اور کہا کہ رسول اللہ نے انھیں کپڑوں میں وفات پائی اور یہی کپڑے ترکہ میں چھوڑے۔ اطراف کے مفتوح حاکم اکثر آپؐ کو دیبا و حریر کے قیمتی کپڑے ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ مصر و شام و حبشہ کے وفود اپنے ساتھ سونا چاندی اور خوشبوئیں بطور تحفہ لاتے۔ آپؐ خوشی اور تشکر کے ساتھ ہدایا قبول فرماتے لیکن کبھی یہ چیزیں آپؐ کے یا اہلبیت کے استعمال میں نہ آتیں۔ یہ سب عام مسلمانوں کی امداد کے کاموں میں صرف کر دی جاتیں۔ آپؐ صحابہؓ کو اونچے اونچے مکانات بنوانے کو بھی منع فرماتے تھے۔ ارشاد تھا کہ "اونچا گھر صرف خدا کا ہے"۔ آپؐ کا کھانا نہایت موٹا جھوٹا ہوتا تھا۔ وہ بھی زندگی بھر کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا۔ متصل کئی کئی روز فاقے ہوتے تھے کبھی کھجوروں اور بکریوں کے دودھ ہی

پر گزر ہوتی۔ اگر کوئی مہمان یا سائل آجاتا تو گھر میں جو کچھ ہوتا اُس کو دیدیا جاتا اور نبی کا گھر فاقہ سے رہتا۔ مسجد نبوی میں رات بھر عبادت کے بعد صبح کو آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لے جاتے دریافت کرتے "اے عائشہؓ کچھ کھانے کو ہے؟" حضرت عائشہؓ کہتیں "یارسول اللہ سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے"۔ آپ کہتے انّا دا لصّوم "میں روزہ سے ہوں"۔ افطار کے وقت پھر آپ حجرہ میں جاکر پوچھتے "افطار کے لیے کچھ ہے؟" حضرت عائشہؓ کہتیں "یارسول اللہ سوائے پانی کے اور کچھ نہیں"۔ کبھی آپ پانی کے تین گھونٹ پی لیتے کبھی یہ بھی نہیں اور پھر روزہ کی نیت کر لیتے۔ حدیث شریف میں روایت ہے کہ اس طرح آنحضرت صلعم نے علاوہ رمضان کے فرض روزوں کے سات سات اور نو نو مسلسل روزے رکھے ہیں لیکن آپ نے اپنی امت کے لیے عبادت میں اس سخت محنت کی اجازت نہیں دی بلکہ خدا کی نعمتوں سے نیکی کے ساتھ حتی المقدور فائدہ اٹھانے کی نصیحت فرمائی۔ آنحضرت صلعم اپنے تمام کام اپنے ہاتھوں کرنا پسند فرماتے تھے۔ آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ صحابیوں کا ایک گروہ آپ کے پاس رہے اور وہ آپ کی خدمت کرتا رہے۔ آپؐ نے خود اپنے صحابہ کے کام انجام دیے۔ اُن کے ہاتھ پیر دُھلائے اُنکی نجاستیں صاف کیں اُن کے بوجھ اٹھائے حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ "میں دس برس حضور کی خدمت میں رہا جتنا میں اُن کا کام کرتا تھا اُس سے زیادہ وہ میرا کام کردیا کرتے تھے"۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم گھر کے کام دھندے اپنے ہاتھوں کرتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے، جوتے

کی مرمت کر لیتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے، مسجد میں جھاڑو دیتے، بکریوں کا دودھ دوھ لیتے۔ دوسروں کے کام انجام دیتے، غلاموں اور مسکینوں کے کام کرتے یتیموں کو پانی بھر بھر کے پلاتے۔ فقیر کبھی بیمار ہوتا تو اُس کی عیادت کو جاتے اگر کوئی آپ کی تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوتا تو یہ کہکر منع فرماتے کہ "عجم والوں کی طرح تعظیم کو نہ اُٹھو"۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے "فرمایا کہ جن لوگوں کو یہ پسند آتا ہے کہ لوگ اُن کو دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کریں اُنھیں اپنا ٹھکانا آگ میں بنانا چاہیئے"۔ آپ کی گوشۂ جگر حضرت فاطمہ زہرا جو آپ کو بہت عزیز تھیں ایک دفعہ حاضر خدمت ہوئیں اور ہاتھوں کے چھالے دکھا کر گھر کے کام کاج کے لیے ایک لونڈی طلب کی آپ نے فرمایا "یہ حق تو بدر کے یتیموں کا ہے تمھارا نہیں ہے"۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ایک بار وہ آنحضرت صلعم کے ہمراہ حضرت فاطمہؓ کے یہاں گئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ نے ناداری سے اس قدر چھوٹی چادر اوڑھی ہے کہ وہ سر چھپاتی ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتی ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ آپ نے اپنی عزیز بیٹی حضرت فاطمہؓ زہرا کی شادی کی تو جو سامان جہیز میں دیا وہ یہ تھا۔ بستر میں ایک چمڑے کا گدا، ایک چادر، دو چکیاں، اور ایک مشک، یہی دو چیزیں آخر دم تک اُن کی رفیق زندگی رہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب کثیر رقمیں خراج و فدیہ میں وصول ہو رہی تھیں، دارالاسلام میں غلہ و کپڑے کے انبار ہوتے تھے عام مسلمانوں کی اِس وقت کی حالت اور اُس وقت کی حالت میں جب انھوں نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا کر

Marfat.com

ہجرت کی تھی زمین و آسمان کا فرق تھا۔ لیکن خود خانہ نبوی کی یہ حالت تھی کہ ازواج مطہرات کے سروں پر سالم چادر بھی نہ تھی۔ کئی کئی روز متواتر چولھا نہیں سلگتا تھا راتوں کو چراغ نہیں جلتا تھا۔ نبی کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے گھٹے پڑ گئے تھے۔ مشک بھر بھر کر لاتے لاتے کاندھوں پر نیل پڑ گئے تھے مسلمان بہنو! حضور اقدس آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ایک ایک حرف ہماری ہدایت کے لیئے موجود ہے اور خلق محمدی کی ایک ایک مثال اخلاق و تہذیب کی بلندی پر پہونچانے کے لیے کافی ہے۔ حکمت ربانی کے اس سرچشمہ نور کی دھندلی سی کرن بھی ہمیں جلا دینے کیلئے کافی ہے۔ پھر ملت اسلامی کو اس کے بعد اپنے ایمان و اعتقاد اور اخلاق و عادات کی شکل و صورت دیکھنے کے لیے اب اور کس آئینہ کی ضرورت ہے!! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

لغت

اُٹھتے ہیں طوفاں تیز ہیں دھارے پیارے محمد شاہِ دو عالم
دین کی کشتی لاؤ کنارے پیارے محمد شاہِ دو عالم
چشم فلک کے ہیں یہ اشارے پیارے محمد شاہِ دو عالم
تم پہ نچھاور چاند و ستارے پیارے محمد شاہِ دو عالم
دید کو دل کو پھر تسلی چاہیئے ہلکی ہلکی تجلی
آمنہ ماں کی آنکھ کے تارے پیارے محمد شاہِ دو عالم

رنج جہاں کے دلپہ اُٹھائے اپنے پرائے سبکو بھلائے
آکے پڑا ہوں در پہ تمھارے پیارے محمد شاہِ دو عالم

کسکی ہے جرأت انکو مٹائے سینے سے اپنے جو ہیں لگائے
آپ کے لائے تیس سیپارے پیارے محمد شاہ دو عالم

چھائے ہوئے ہیں ابر ہزاروں کوند رہی ہیں بجلیاں سر پر
تیرا ہے ناظر تیرے سہارے پیارے محمد شاہِ دو عالم

دورِ چہارم

معراج بزرگان دین، صلحا، اُمّت صوفیا کرام اور خدا کے تمام برگزیدہ بندوں کے حالات زندگی جو آج دنیا میں موجود ہیں اُن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان بزرگوں کی عبادت و ریاضت اپنے عروج پر پہونچی تو اُن کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب ان بزرگوں کے دلوں کو نمایاں طور پر روحانیت کی روشنی سے معمور کیا گیا خدائے تعالےٰ نے ان بندگان خاص کو اپنی قدرت دشان کا وہ جلوہ دکھایا جو عام انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اُن کے سامنے سے عالم ظاہری کے سارے پردے ہٹا دیے گئے مادی حجابات دور کر دیے گئے اور جلوہ حقیقت روبرو کر دیا گیا۔ ان بزرگوں نے جو کچھ دیکھا وہ ہم نہیں دیکھتے اور وہ سنا جو ہم نہیں سنتے۔ جب خدا نے

ان لوگوں کو جو انبیا رہی کے پیرو اور انھیں کے نام لیوا تھے روحانی
کشف کا اتنا اونچا درجہ عطا کیا کہ اُن کے نام نامی آج تک دنیا میں
روشن ہیں تو پھر یہ تسلیم کرنے میں کس دلیل کی ضرورت ہے کہ انبیاء
علیہم السلام جن کی عظمت و بزرگی کا اہتمام روز ازل ہی سے کیا گیا تھا
اور جو چند شاگردوں کی نہیں بلکہ قوموں کی تعلیم توزبا یک عالمگیر فیض کے
لیے مبعوث ہوئے ان کا روحانی مشاہدہ کس قدر اہم و باریک ہو گا !!
اور ان کامل ہستیوں کے پاس فیض ربانی کا کتنا زیادہ حصہ آیا ہو گا !!
چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم تک جتنے انبیا ر و مرسلین آئے سب کو اُن کی زندگی میں ایک بار
اسی پُر اسرار روحانی مشاہدہ کا واقعہ ضرور پیش آیا جب اللہ تعالیٰ نے
انھیں اپنے، اپنے رتبہ کی مناسبت سے عالم روحانی کی سیر کرائی اور حقیقت
کا جلوہ دکھایا۔ انبیا ر بنی اسرائیل خصوصاً حضرت یعقوب و حضرت موسیٰ
علیہما السلام کے واقعات دیدار بہت مشہور ہیں کہ انھوں نے خواب یا بیداری
میں بہت سے روحانی مناظر دیکھے اور خدا نے اپنے نورانی جلووں سے
اُن کے مقدس سینوں کو منور فرمایا۔ حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر جلوۂ حق نظر
آیا اور انھوں نے خدا کا کلام سُنا یہی اُن کا روحانی مشاہدہ تھا۔ اور اسی
کو اُن کی معراج کہہ لیجیے۔ حضرت یعقوبؑ کے متعلق توراۃ میں لکھا ہے کہ
"یعقوب فاران کی طرف گیا وہاں وہ ایک جگہ لیٹ کر سو گیا تو کیا دیکھتا
ہے کہ زمین سے آسمان تک ایک زینہ لگا ہے جس پر فرشتے چڑھتے ہیں۔

Marfat.com

اور خدا کی رحمت سے لدے ہوئے اُترتے ہیں۔ سب سے اوپر خدا ہے وہ کہتا ہے "میں ہوں تیرا خداوند! تیرے باپ ابراہیم و اسحاق کا خدا جس زمین پر تو سویا ہے وہ تیری نسل کو سونپوں گا"۔ یہ حضرت یعقوب کی معراج تھی اُنکی پاک روح کو اتنی بلندی عطا کی گئی کہ انھیں خدا اور اُس کے فرشتوں کا دیدار ہوا اور خدا نے اُن سے اُنکی نسل کی ترقی کا وعدہ کیا۔ گو حضرت یعقوب اُس وقت سوتے تھے لیکن دل بیدار تھا انھوں نے جو کچھ دیکھا وہ ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ سنا وہ دل کے کانوں سے سُنا قرآن مجید نے اس پُراسرار روحانی مشاہدہ کے پیچیدہ مسئلہ کو بھی حل کر دیا ہے اور ہمارے یقین کے لیے کلام پاک میں متعدد جگہ اس کی تصریح موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب عام انسانوں کے خوابوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ سچے اور اصل ہوتے ہیں۔ پیغمبروں کے خوابوں کو قرآن شریف میں "رویائے صادقہ" کہا گیا ہے یعنی سچے خواب پیغمبروں کے حالات زندگی سے بھی ثابت ہے کہ جو کچھ انھوں نے خواب میں دیکھا وہ بعینہ اُنکی زندگی میں پیش آیا۔ دین ابراہیمی کے علاوہ بھی تقریبًا ہر قوم و مذہب کے پیشواؤں کے متعلق اس قسم کے بہت سے واقعات مشہور ہیں کہ جب ان مقدس لوگوں کی آزمائش کی مدت ختم ہوئی تو اُن پر روحانی اسرار کھل گئے اور اُن کے سینوں کو عقل و حکمت کی روشنی سے بھر دیا گیا بہرحال یہ امر مسلمہ ہے کہ دنیا کی تاریخ ان روایات سے خالی نہیں ہے کہ خدا کے مخصوص و منتخب بندوں کی حیات طیبہ کی خصوصیات کا ایک

لازمی جزو یہ قربت آلٰہی اور جلوہ ربانی رہا ہے اور اُن بزرگوں کی نظروں کے سامنے سے تھوڑی دیر کے لئے تمام مادی حجاب ہٹا دیئے گئے اور اُنھوں نے اپنی روح کی آنکھ سے عالم غیب کا مشاہدہ کیا زمینوں آسمانوں کی سیر کی اور قدرت خدا کے بہت سے کرشمے دیکھے اس کامیابی پر ان مقربان خاص کو خدا کے دربار سے انعام بھی عطا ہوئے وہ یہ کہ ہر ایک کو انکی طاقت ورتبہ کے موافق چند فرمان دیئے گئے اور حکم ہوا کہ وہ خدا کے یہ فرمان دنیا میں اُس کے بندوں کو پہونچائیں، اور انھیں اُن پر عمل کرنے کی ہدایت کریں کیونکہ یہ سب کچھ بندوں ہی کی بہبودی کے لیے تھا۔

معراج محمدی

پیغمبر اسلام آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سرور انبیاؑ اور رسول آخر تھے آپ کی ذات اقدس پر تعلیم ربانی اور قانون آلٰہی کی تکمیل ہونے والی تھی اس لیے آپ کو اس روحانی مشاہدہ کا سب سے بڑا اور اہم ترین حصہ عطا کیا گیا۔ آپ نے عالم ملکوت میں وہاں تک رسائی حاصل کی جہاں تک آپ سے پہلے کسی برگزیدہ ہستی کو پہونچنا نصیب نہیں ہوا تھا۔ آپ نے قاب قوسین کے فاصلہ سے بھی کم یعنی دو کمانوں سے قریب تر ہو کر انوار آلٰہی کا مشاہدہ کیا اور حضرت آدم سے لیکر قیامت تک کے تمام واقعات ثواب و عذاب جزا و سزا جنت و دوزخ کے مناظر ملاحظہ فرمائے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنی قدرت کی کھلی نشانیاں دکھا کر آپ کے یقین و ایمان کے لیے آخری سند مرحمت فرمادی تاکہ آپ خدا کی عظمت و بزرگی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری

Marfat.com

کا جو سبق انسانوں کو سکھائیں وہ کامل یقین و ذاتی مشاہدہ حقیقت کی بنا پر ہو کہ پھر قیامت تک اُس میں نہ تو کسی رد و بدل کی گنجائش باقی رہے اور نہ شک و شبہ کی کسی نے خوب کہا ہے۔

نظم

عشق مہمان ہو الحسن کے گھر آج کی رات
جذبۂ دل ہے بہ آغوش اثر آج کی رات

اپنے اللہ سے ملنے کے لیے جاتا ہے
اپنے اللہ کا منظورِ نظر آج کی رات

ماہ و انجم نے سرِ راہ بچھا دیں آنکھیں
کیونکہ ہے ناقۂ اسرا کا سفر آج کی رات

کہکشاں جلوہ فشاں بھی ہے اسی رستہ سے
ہونے والا ہے محمد کا گذر آج کی رات

چاند کیا چیز ہے سورج کی حقیقت کیا ہے
پرتوِ نور سے روشن ہے نظر آج کی رات

اُٹھ گیا چہرۂ ہستی سے نقابِ اسرار
لائی ہے راز امانت کی خبر آج کی رات

مل گئی دونوں جہانوں کے خزانوں کی کلید
اپنی معراج کو پہونچا ہے بشر آج کی رات

قرآن شریف میں سورۂ النجم معراج ہی کے متعلق ہے جس میں انسانی دماغ کے ان شبہات پر صاف تنبیہ کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ط وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ۝ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۝ یعنی

قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے کہ تمہارا رفیق (محمد صلعم) نہ تو بھٹکا ہے نہ بہکا ہے وہ تو وہی کہتا ہے جو اسکو بتایا جاتا ہے اور بیشک اس کو بڑی طاقتوں والا اور بڑی حکمت والا تعلیم دیتا ہے وہ آسمان کے اونچے کنارے پر نمودار ہوا۔ پھر جھکا تو دو کمانوں سے قریب تر ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے بندہ سے کلام کیا قلب نے دیکھی ہوئی چیزیں میں کوئی غلطی نہیں کی۔ اے لوگو! وہ جو دیکھتا ہے اس پر تم اس سے جھگڑتے ہو اور انھوں نے اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے قریب جنت الماویٰ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معمول کے موافق اپنے اس روحانی مشاہدہ کا ذکر اپنی قوم کے لوگوں سے کیا تو جس طرح مشرکین نے آپ کے دعویٰ نبوت کو ماننے سے انکار کیا تھا اسی طرح آپ کے واقعہ معراج پر ایسا استدلال ہے کہ اس کے بعد اور کسی تصدیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی سورۂ اسرا جو شروع سے لے کر اخیر تک آنحضرت صلعم کے اسی روحانی سفر کے اعلان و بشارتوں سے مملو ہے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندوں کو رات کے وقت مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد ہم نے برکتیں دے رکھی ہیں تاکہ ہم

Marfat.com

اپنے بندہ کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

شب معراج

اللہ اللہ عجب انوار ہیں معراج کی رات　　نور افشاں در و دیوار ہیں معراج کی رات
وصل محبوب کے آثار ہیں معراج کی رات　　کھلنے کو پردہ اسرار ہیں معراج کی رات
جلوئے حق کے نمودار ہیں معرج کی رات　　ملک اس طرح گہربار ہیں معراج کی رات

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا آج قدم رنجہ وہ فرماتے ہیں　　خالق پاک کے محبوب جو کہلاتے ہیں
قدسیوں کا ہے یہ عالم کہ بچھے جاتے ہیں　　دل بیتاب کو قابو میں نہیں پاتے ہیں
آمد شاہ کے چرچے انھیں تڑپاتے ہیں　　ایک سے ایک یہ کہتا ہے حضور آتے ہیں

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہی بیماروں کو دارئے شفا دیتے ہیں　　یہی بگڑی ہوئی باتوں کو بنا دیتے ہیں
راہ بھولے ہوؤں کو راہ بتا دیتے ہیں　　یہی اللہ سے بندوں کو ملا دیتے ہیں
اپنے رخسار سے پردہ جو اٹھا دیتے ہیں　　گرد پھر پھر کے یہ مشتاق صدا دیتے ہیں

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھ کر مسجد اقصیٰ سے جو سرکار بڑھے　　پیشوائی کے لئے چرخ کے حضار بڑھے

انبیا تھے جو وہاں طالب دیدار بڑھے کیا نبی کیا ملک و حور سب اکبار بڑھے
سب سے ملتے ہوئے اور احمد مختار بڑھے اس طرح کہتے زیارت کے طلب گار بڑھے

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آسمانوں سے گذر کر وہ امام جبریل پہنچے سدرہ پہ جو تھا خاص مقام جبریل
بھر دیا بادۂ مقصود سے جام جبریل آپ کے نام سے روشن ہوا نام جبریل
واں سے آگے جو بڑھے لے کے سلام جبریل تھا یہی شاہ سے اس وقت کلام جبریل

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ تنہا ہوئے راہی سوئے عرش اعظم عرش نے فخر کیا چوم کے حضرت کے قدم
اس جگہ ہوتے تھے مفہوم یہ مضموں بہم آ قریب آ کہ بہت دیر سے مشتاق ہیں ہم
تیرے لینے کو ہے کھولے ہوئے آغوش کرم دیکھ کہتے ہیں تری شان میں کیا لوح و قلم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آ قریب آ کہ کریں مورد رحمت تجھ کو آ قریب آ کہ ملے قرب کا خلعت تجھ کو
آج دکھلائیں گے ہم جلوۂ وحدت تجھ کو آج پہنائیں گے ہم تاج شفاعت تجھ کو
دیکھ لائی ہے کہاں تیری محبت تجھ کو عرش اعظم بھی یہ دیتا ہے بشارت تجھ کو

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

فرضیت نماز و روزہ

معراج کی ساعت آنحضرت صلعم کو آپ کی اُمت کے لیے جو فرمان عطا ہوئے وہ یہ تھے پانچ وقت کی نماز اور اُمت کی بخشش کا وعدہ۔ان دو عطیوں کو اگر آنحضرت صلعم کے سفر اسرار کا انعام کہا جائے تو مناسب ہوگا، جو آپ کو آپ کی کامیابی پر بارگاہ الٰہی سے مرحمت ہوا۔نماز جو ہمارے لئے ذریعہ نجات ہے اسکے بارے میں ارشاد ہوتا ہے" اے میرے رسول کہدے کہ سورج ڈھلنے سے لیکر رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کرو اور فجر کی نماز میں دل خوب حاضر رہتا ہے۔رات کے بیچ میں تہجد پڑھ لیا کرو یہ تمھارے لیے نفل ہے۔عجب نہیں کہ تیرا پروردگار تجھے مقام محمود میں پہونچائے"۔ سورۂ بنی اسرائیل میں جو معراج ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے نماز پنجوقتہ کی یہ تفصیل ایسے دلچسپ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے کہ اس کے متعلق ایک بڑے مفسر کا کہنا ہے کہ نماز پنجگانہ کی فرضیت کلام مجید میں نہایت لطف و خوبی سے بیان کی گئی ہے"۔

حق شفاعت

شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں درود و سلام کہ آپ نے اپنے عروج کمال کی اس پُرمسرت ساعت میں بھی اپنی گنہگار اُمت کو نہیں بھلایا اور خدا کے روبرو بھی ہم گنہگاروں کی مغفرت کے لیے دعا کی۔اس لمحہ خدا کی رحمت جوش میں تھی اور خدائے تعالیٰ اپنی مہربانیوں کا سب سے زیادہ حصہ اپنے سب سے زیادہ محبوب بندہ کو عطا کرنا چاہتا تھا، آپ کی دُعا

قبول ہوئی اور خدائے رحیم نے وعدہ فرمایا کہ قیامت کے روز آپ کی اُمت کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اُن کی بخشش کیلئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

پیاری بہنو! خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے پر ہم جس قدر فخر کریں کم ہے اور آپ ایسے پیشوائے مذہب کے پیرو ہونے پر ہمیں کیوں ناز نہ ہو کہ آپ کے سوا گنہگاروں کو اُنکی بخشش کی خوشخبری اور کس نے دی۔ اور خطاکاروں کو تسکین کا پیغام اور کس نے سنایا!!

نعت

نگاہ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیر دل میں لئے شہریار ہم بھی ہیں

ادھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلادو غنچۂ دل صدقہ بادِ دامن کا
امیدوارِ نسیم بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گذار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہینگے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ عالی کا صدقہ بٹتا ہے
بڑی ہی خسروؤں میں یہ پکار ہم بھی ہیں

آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے "مقام محمود" میں لے جانے کا ذکر فرمایا ہے اور آپ کو ہم عاصیوں کی مغفرت کا وسیلہ بنایا۔
صحیح حدیث شریف میں مستند راویوں سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم

نے صحابہ سے فرمایا "مجھے دیگر انبیاء پر چند فضیلتیں دی گئی ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے میری اُمت کی شفاعت عطا کی گئی ہے۔ قیامت کے روز میں پہلا شفیع ہوں گا اور میرا رب میری اُمت میں سے ہر اس شخص کو جس نے ایک خدا کی عبادت کی اور کسی کو اُس کا شریک نہیں بنایا جنت میں داخل کرے گا اور دائمی آرام عطا فرمائے گا۔ الغرض قیامت کے روز جب دنیا ختم ہو رہی ہو گی۔ نظام عالم درہم برہم ہو رہا ہو گا نیکی و بدی کا فیصلہ ہو گا۔ اور خدا کا وہ غضب ہو گا جو کبھی نہیں ہوا۔ اُس وقت نفسی نفسی کا عالم ہو گا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی وسیلہ سے ہماری مغفرت ہو گی اور اُمت محمدی کو جنت الفردوس کا دائمی آرام و سکون عطا کیا جائے گا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۃ

بارہ احکامات

آنحضرت کی معراج کے فرمان و خوشخبریوں کو قرآن مجید میں سورۂ بنی اسرائیل میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ سورۂ معراج ہی کے سلسلہ میں ہے اس میں جو احکام آنحضرت صلعم کو عطا ہوئے وہ تعداد میں بارہ ہیں اور حقیقت میں انھیں دس احکام کا چربہ ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر ملے تھے۔ آنحضرتؐ کے لیے ان میں دو کا اضافہ ہے۔ ان بارہ احکام کا بیان سورہ بنی اسرائیل میں سفر اسرار کے ذکر کے بعد کی آیتوں میں نہایت جامع تفصیل کے ساتھ ہے مختصراً وہ احکام حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اپنے رب کے ساتھ دوسرے کو خدا نہ بنا۔

(۲) ماں باپ کے ساتھ نیکی کر۔

(۳) حق داروں کا حق نہ مار۔

(۴) فضول خرچی نہ کر کہ یہ شیطان کا کام ہے اور کنجوسی بھی نہ کر۔

(۵) اپنی اولاد کو جان سے نہ مار۔

(۶) بُرا کام نہ کر کہ یہ بے حیائی ہے۔

(۷) ناحق کسی کی جان نہ لے۔

(۸) یتیموں کا مال نہ کھا۔

(۹) وعدہ پورا کیا کر کہ تجھے اسکا جواب دینا ہوگا۔

(۱۰) ناپنے تولنے میں بے ایمانی نہ کر۔

(۱۱) نامعلوم بات کا پیچھا نہ کر۔

(۱۲) زمین پر غرور کی چال نہ چل۔

آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ باتیں عقلمندی کی ان باتوں میں سے ہیں جو تمھارے رب نے تمہاری طرف وحی کی ہیں اگر بہ نظرِ غور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ بارہ احکام انسان کے لیے تعلیم اخلاق کا نچوڑ ہیں۔ اگر دُنیا اُنکے بنیادی اصولوں پر قائم رہے اور انسان اپنی ہدایت کے لیے ان سے فطری قانون مُرتب کرے تو پھر دین و دنیا دونوں کی فلاح کے لیے کوئی اور تعلیم درکار نہیں۔

آئیے ہم آپ سب مل کر محبوب رب العالمین خاتم النبیین تاجدارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ قدسی میں ہدیۂ سلام پیش کریں۔

سلام

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

فخرِ آدم فخرِ حوّا　　فخرِ نوح و فخرِ یحییٰ
فخرِ ابراہیم و موسیٰ　　فخرِ اسمٰعیل و عیسیٰ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے　　دو جہاں کے راج والے
عرش کے معراج والے　　عاصیوں کے لاج والے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

ہے یہ حسرت در پہ آئیں　　اشک کے دریا بہائیں
داغ سینہ کے دکھائیں　　سامنے ہو کر سنائیں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

نورِ رب العالمین ہو　　جلوۂ حق الیقین ہو
سرورِ دنیا و دین ہو　　دل میں آنکھوں میں مکیں ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

Marfat.com

یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

بادشاہ انبیا ہو نورِ ذاتِ کبریا ہو
حامیٔ روزِ جزا ہو خلق کے مشکل کشا ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

قابلِ مدح و ثنا ہو جو کہوں اُس سے سوا ہو
آپ کی توصیف کیا ہو یعنی محبوبِ خدا ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

دُعا

ختم میلاد شریف پر حسب ذیل دُعائیں پڑھنے والا بآواز بلند پڑھے اور سامعین ہر جملہ کے بعد "آمین" کہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝

Marfat.com

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۔ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا

کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا ۔ وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ

الْکٰفِرِیْنَ ۝

پیارے رسول کی پیاری باتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اقوال پڑھنا اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنا دونوں جہاں کی سعادتوں کا باعث ہے۔ ذیل میں آنحضرتؐ کے چند اقوال درج کر رہی ہوں جن میں اکثر خواتین ہی کے متعلق ہیں تاکہ بہنیں ان کو پڑھیں، یاد کریں اور دوسری بہنوں تک پہونچائیں۔

اعمال کا مدار نیّت پر ہے

حضرت عمرؓ ابن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ تمام عمل کا مدار نیّت پر ہے ہر شخص کو اُسکی نیّت کے مطابق اجر ملے گا جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کرے گا تو اسکی ہجرت اللہ اور اُس کے رسول کے لیے ہوگی اور جو دنیا کے حصول کے لیے کرے گا یا کسی عورت سے نکاح کے لیے تو اسکی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جسکے لیے وطن ترک کیا۔ (بخاری و مسلم)

مشعلِ ہدایت آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اُس کو تھامے رہو گی تو کبھی نہ بھٹکو گی۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری نبی کی سنّت۔

اللہ دلوں کو دیکھتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ نہ تمھارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمھاری صورتوں کو لیکن وہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اچھی بات کہنا صدقہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات کہنا صدقہ ہے (بخاری و مسلم)

حق بات کہنا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق بات کہہ چاہے وہ تلخ کیوں نہ ہو۔

(بخاری و مسلم)

تحصیل علم کی فضیلت فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

لڑکیوں کی پرورش حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے دو لڑکیوں کی

Marfat.com

پرورش کی یہانتک کہ وہ جوان ہو جائیں قیامت کے دن جب وہ اُٹھے گا میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا۔ (مسلم)

مومن مرد مومن عورت سے نفرت نہ کرے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن مرد مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے اگر اسکی ایک عادت ناپسند ہو تو دوسری عادت اُس کو خوش کر سکتی ہے۔

دنیا کی بہترین دولت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ایک پونجی ہے اور اُس کی بہترین دولت نیک بخت بیوی ہے۔

شوہر کی ناراضگی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شوہر اپنی بیوی کو بلائے اور وہ نہ آئے اور وہ رات کو اس سے ناراض رہے تو فرشتے اُس پر صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

شوہر کی اجازت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو جائز نہیں کہ اُس کا شوہر موجود ہو اور وہ اس کی اجازت

کے بغیر نفل کے روزے رکھے اور بغیر اسکی اجازت دوسروں کو اسکے گھر میں بلائے۔

تم میں کا ہر ایک حاکم اور ذمہ دار ہے

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا ہر ایک حاکم ہے ہر ایک سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے عورت اپنے شوہر کے گھر پر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے لہذا تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

شوہر کی اطاعت اور تعمیل

حضرت ابو علی طلق بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو بلائے تو وہ آئے اگرچہ تنور پر بیٹھی ہو۔

شوہروں کی تعظیم کی انتہا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

شوہر کی رضامندی کا نتیجہ

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے

راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔

اولاد پر خرچ کرنیکا ثواب حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیا میرے لیے ابو سلمٰی کے (حضرت ام سلمہ کے پہلے شوہر) بیٹوں پر خرچ کرنے میں اجر ہے۔ میں انکو بری حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتی اور وہ میری ہی اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں جو کچھ بھی تم خرچ کرو تمھیں اجر ملے گا۔

بچّوں کو نماز کی تاکید اور تنبیہہ حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری اولاد جب سات برس کی ہو تو نماز کی تاکید کرو اور جب دس برس کا بچّہ ہو تو مار کر نماز پڑھاؤ اور اُن کے بستر الگ کردو (ابو داؤد) حضرت ابو سیرۃ ابن معبد الجہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچے سات برس کے ہوں تو نماز کی تاکید کرو اور جب دس برس کے ہوں تو اُن کو مار مار کر نماز پر لگاؤ۔

ہمسایہ کے ساتھ بھلائی حضرت ابو شریح الخزاعی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ

Marfat.com

بھلائی کرے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے وہ اپنے مہمان کی خاطر کرے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے وہ بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے

قریب تر پڑوسی زیادہ مستحق ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں میں کس کی طرف تحفہ بھیجوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔

ماں کا حق اور فضیلت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میرے اچھے برتاؤ کا کون زیادہ حقدار ہے آپ نے فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر فرمایا تیرا باپ اور ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ میرے اچھے برتاؤ کا کون زیادہ مستحق ہے آپ نے فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر فرمایا تیرا باپ۔ کہا پھر فرمایا جو سب سے زیادہ قریب ہو۔ جو سب سے زیادہ قریب ہو۔

ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک آلودہ ہو ناک خاک آلودہ ہو ناک اس کی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں نہ داخل ہوا۔

Marfat.com

والدین کی خدمت ورفاقت میں جہاد کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور کہا میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تمہارے والدین میں کوئی زندہ ہیں کہا ہاں دونوں زندہ ہیں فرمایا تم اللہ سے اجر چاہتے ہو بس تم اپنے والدین کی طرف پلٹ جاؤ اور ان سے اچھے برتاؤ کرو۔

کوسنے کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہ اپنے لئے بددعا کیا کرو نہ اپنی اولاد کے لئے اور نہ اپنے خدمت گزار کے لئے۔ نہ اپنے مال و دولت کے لئے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا کرتے وقت قبولیت کا وقت ہو اور وہ بددعا قبول ہو جائے۔"

پڑوسن کے تحفہ کو حقیر سمجھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو (مشکوٰۃ)

جہاد کا ثواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا: کسی عورت

کا اپنے گھر گرہستی کا کام کرنا اُس کو جہاد کرنے کے مرتبہ پر پہونچاتا ہے۔ (کنز العمال)

پاکبازی

حضرت انسؓ سے روائیت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو میں پارسا ہو اور اپنے شوہر پر فریفتہ۔" (کنز العمال)

اللہ کی رحمت

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا: "اللہ کی رحمت نازل ہو اُس عورت پر جو رات کو اُٹھکر تہجد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی نماز پڑھنے کے لئے جگا وے۔" (کنز العمال)

مزدوری کی ادائیگی میں جلدی کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کو اُسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی مزدوری دے دیا کرو۔"

باریک کپڑا پہننا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بعض عورتیں نام کو کپڑے پہنتی ہیں اور حقیقت میں ننگی ہیں ایسی عورتیں نہ تو بہشت میں جائیں گی اور نہ اُسکی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔

فائدہ: (باریک کپڑے سے ایسا کپڑا مراد ہے جس کے اندر سے جسم نظر آتا ہو)۔

Marfat.com

مَردوں کی وضع بنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس عورت پر لعنت ہے جو مَردوں کا سا پہناوا پہنے"

رحم کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا۔

کسی کی ذلّت پر خوش ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے کسی مسلمان بھائی کی مُصیبت پر خوشی مت کرو نہیں تو اللہ اُس پر رحم کرے گا اور تجھ کو اُس میں پھنسا دے گا"

چھُوٹے گناہوں سے بچنا نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم نے فرمایا: "اے عائشہؓ اپنے کو چھوٹے گناہوں سے بھی بچائیو کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کا مواخذہ کرنے والا موجود ہے" "یعنی فرشتہ اُنکو بھی لکھتا ہے"

پرائے گھر میں جھانکنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جبتک اجازت نہ لے کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھے۔ اگر ایسا کیا تو گویا اندر ہی چلا گیا۔ (یعنی جھانکنا اندر چلے جانے کے برابر ہے)

بول چال بند کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی مسلمان کو حلال نہیں ہے کہ اپنے مسلمان

Marfat.com

بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے۔ جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور اسی حالت میں مرجائے وہ دوزخ میں جائے گا۔

بیان کرکے رُونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرکے رونے والی عورت پر اور جو بیان سننے میں شریک ہے اُس پر لعنت فرمائی ہے۔

اللہ کے سوا کسی کی قَسَم کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائے اس نے کفر کیا"۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ مجھے ایمان نصیب نہ ہو یا کلمہ نصیب نہ ہو درحال ایسا ہی ہو جائے گا۔ ایسی باتوں کی سخت ممانعت ہے۔

Marfat.com

آنحضرت صلعم کی زندگی کے

مشہور واقعات کی تاریخیں

نمبر شمار	مشہور واقعہ	تاریخ و سنہ ہجری	تاریخ و سنہ عیسوی
۱	ولادتِ سرکارِ دو عالم	سنہ ۵۳ قبل ہجرت	۱۰؍ اگست سنہ ۵۷۰-۷۱ء
۲	ولادت حضرت صدیق اکبرؓ	ذی قعدہ سنہ ۵۰ھ	سنہ ۵۷۳-۷۴ء
۳	وفاتِ حضرت آمنہ والدۂ آنحضرتؐ	سنہ ۴۷ھ	سنہ ۵۷۶-۷۵ء
۴	وفاتِ حضرت عبد المطلب	سنہ ۴۵ھ	سنہ ۵۷۸ء
۵	ولادت حضرتِ عمر فاروقؓ	سنہ ۴۰ھ	سنہ ۵۸۲-۸۳ء
۶	ملکِ شام کا پہلا سفر	سنہ ۴۱ھ	سنہ ۵۸۲ء
۷	〃 〃 〃 دوسرا سفر	سنہ ۲۸ھ	سنہ ۵۹۵ء
۸	حضرتِ خدیجہؓ سے نکاح	سنہ ۲۸ھ	سنہ ۵۹۵ء
۹	ولادت حضرت علیؓ	۱۳؍ رجب سنہ ۲۳ھ	سنہ ۶۰۱-۶۰۰ء
۱۰	تجدیدِ بناءِ کعبہ	سنہ ۱۸ھ	سنہ ۶۰۵ء
۱۱	آغازِ وحی	سنہ ۱۳ھ	سنہ ۶۰۹-۱۰ء
۱۲	حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا	سنہ ۸ھ	سنہ ۶۱۳-۱۴ء
۱۳	صحابہؓ کی ہجرت حبشہ کی طرف	سنہ ۷ھ	سنہ ۶۱۵ء

نمبر شمار	مشہور واقعہ	تاریخ و سنہ ہجری	تاریخ و سنہ عیسوی
۱۴	وفات ابوطالب	سنہ ۳ قبل ہجرت	سنہ ۶۱۹-۲۰ء
۱۵	وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی	سنہ ۳ "	سنہ ۶۱۹-۲۰ء
۱۶	سفر معراج شریف	سنہ ۱ "	سنہ ۶۲۱ء
۱۷	ہجرت مدینہ	۲۷ صفر سنہ ۱ ہجری	۱۲ ستمبر سنہ ۶۲۲ء
۱۸	جنگ بدر	۱۷ رمضان سنہ ۲ھ	۱۳ مارچ سنہ ۶۲۳-۲۴ء
۱۹	جنگ اُحد	شوال سنہ ۳ھ	جنوری سنہ ۶۲۵ء
۲۰	صلح حدیبیہ و بیعت رضوان و قبول اسلام حضرت خالد و عمر بن عاص	ذیقعد سنہ ۶ھ	فروری سنہ ۶۲۷-۲۸ء
۲۱	شاہان روم و ایران کو دعوت اسلام	سنہ ۷ھ	مئی سنہ ۶۲۷-۲۸ء
۲۲	غزوۂ خیبر	سنہ ۷ھ	اگست سنہ ۶۲۸ء
۲۳	فتح مکہ	رمضان سنہ ۸ھ	جنوری سنہ ۶۲۹-۳۰ء
۲۴	جنگ تبوک۔ فرضیت حج۔ بت پرستی کا خاتمہ	رجب سنہ ۹ھ	اکتوبر سنہ ۶۳۰ء
۲۵	حج حضرت ابوبکر صدیق رضی	ذی الحجہ سنہ ۹ھ	مارچ سنہ ۶۳۱ء
۲۶	حجۃ الوداع	سنہ ۱۰ھ	مارچ سنہ ۶۳۲ء
۲۷	سفر آخرت سرکار دو عالم صلعم	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	۹ جون سنہ ۶۳۲ء

Marfat.com

18

میلادِ شمسی

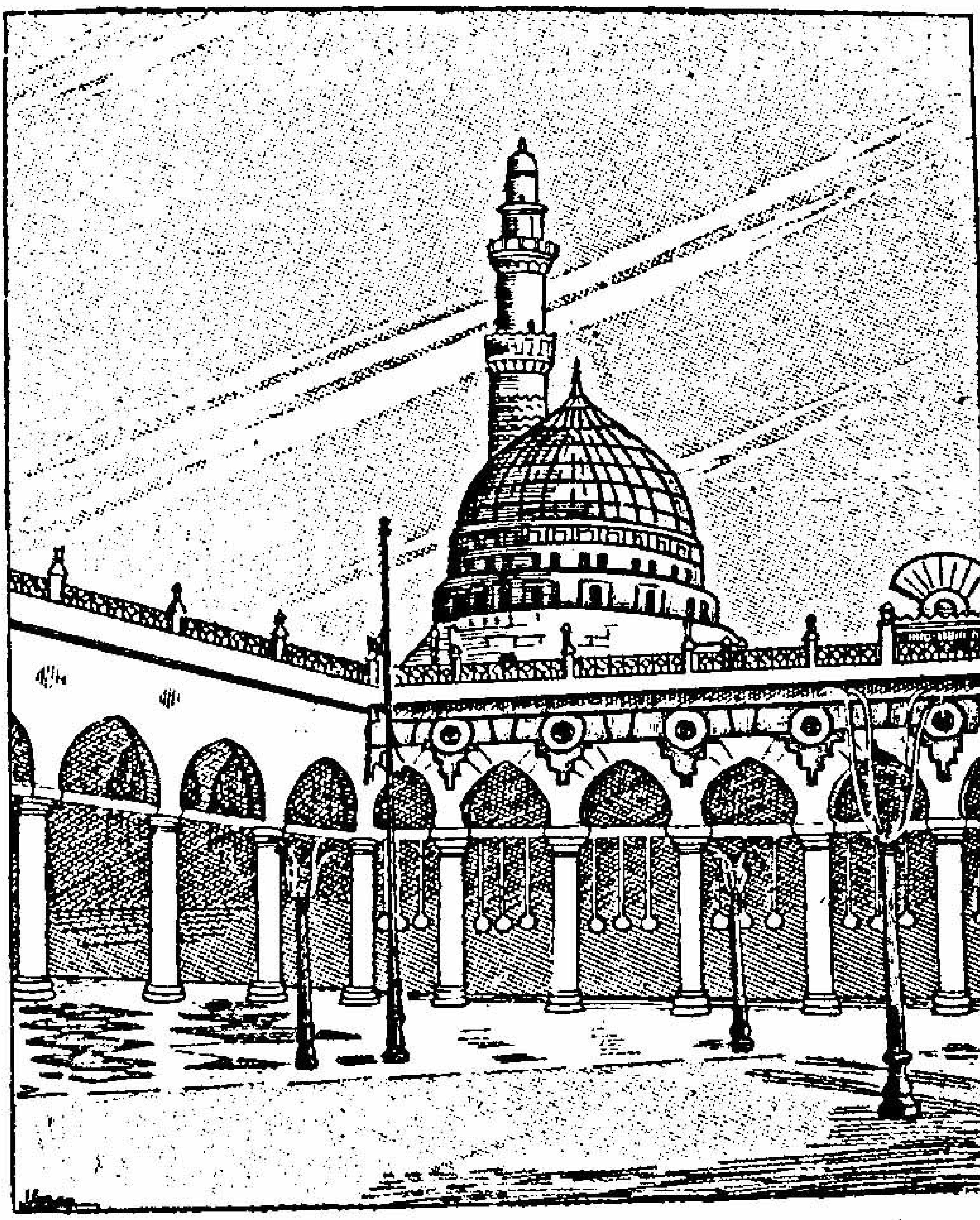

مؤلفہ محترمہ شمسی عباد الرحمٰن صاحبہ

راجہ رام کمار پریس لکھنؤ میں چھپا

مکتبہ جدید، لاہور